

# انوار خطابت

برائے صفر المظفر

حصہ دوم

✽ تالیف ✽

مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی قادری

شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ وبائی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

✽ ناشر ✽

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج حیدر آباد، الہند

Website: [www.ziaislamic.com](http://www.ziaislamic.com)

Email: [zia.islamic@yahoo.co.in](mailto:zia.islamic@yahoo.co.in)

..... جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں.....

نام کتاب : انوار خطابت برائے صفر المظفر

تالیف : مفتی حافظ سید ضیاء الدین نقشبندی قادری، شیخ الفقہ جامعہ نظامیہ

و بانی ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

طبع اول : صفر المظفر 1432ھ، م جنوری 2011ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار (1000)

قیمت : 25 روپے

ناشر : ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد دکن

کمپوزنگ : ابوالبرکات کمپیوٹر سنٹر، مصری گنج، حیدرآباد دکن فون نمبر: 040-24469996

پروف ریڈنگ : مولانا حافظ سید واحد علی قادری (رکن عاملہ)، مولانا حافظ سید احمد غوری نقشبندی (رکن عاملہ)

ملنے کے پتے : ☆ جامعہ نظامیہ حیدرآباد دکن

☆ ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، حیدرآباد

☆ دکن ٹریڈرس، مغل پورہ، حیدرآباد

☆ منہاج القرآن مغل پورہ حیدرآباد

☆ عرشی کتاب گھر، میر عالم منڈی، حیدرآباد

☆ ہدی بک ڈسٹریبیوٹرس، پرانی حویلی، حیدرآباد

☆ مکتبہ رفاه عام، گلبرگہ شریف

☆ ہاشمی محبوب کتب خانہ تقظیم ترک مسجد، بیجاپور

☆ دیگر تاجران کتب، شہر و مضافات

☆.....☆.....☆.....☆.....☆

## ﴿.....فہرست.....﴾

### ☆.....ماہ صفر، اسلامی نقطہ نظر.....☆

- 7 ✽ خیر و شر اور تقدیر الہی
- 9 ✽ قوم شمود کی بدشگونی
- 10 ✽ شگون بد اور تو، ہم پرستی کی ممانعت
- 11 ✽ ماہ صفر میں کوئی نحوست نہیں!
- 13 ✽ ماہ صفر کا میابی والا مہینہ
- 14 ✽ صفر کے مہینہ میں یہ دعاء پڑھیں!
- 16 ✽ چہار شنبہ منحوس نہیں بلکہ نور کی پیدائش کا دن
- 17 ✽ استغفار تمام پریشانیوں کا حل
- 18 ✽ ذکر الہی سے معمور ہر لمحہ سعادت مند

### ☆(2).....برادران وطن کے ساتھ تعلقات.....☆

(یوم جمہوریہ کے موقع پر خصوصی پیغام)

- 21 ✽ مسلمان سرِ پارِ رحمت ہے
- 22 ✽ غیر مسلموں کیساتھ اخلاقی و معاشرتی تعلقات
- 24 ✽ اہل اسلام کی امن پسندی
- 25 ✽ غیر مسلموں کے لئے مالی امداد جاری کرنا
- 26 ✽ اسلامی دیانتداری سے زمین و آسمان کا قیام، یہود کا اقرار
- 28 ✽ غیر مسلم قیدیوں سے اعلیٰ درجہ کا حسن سلوک
- 29 ✽ مسلمان غیر اسلامی ملک کے لئے مفاد کا ضامن

## ☆ (3) ..... اولاد کی تربیت کے اسلامی اصول ..... ☆

- 32 اسلامی نظام تربیت کی خصوصیت ❀
- 33 ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے ❀
- 34 تربیت ایک اہم ذمہ داری ❀
- 35 حسن ادب کی تعلیم ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ❀
- 37 اولاد کے حق میں حسن ادب بہترین تحفہ ❀
- 38 ایمان اور عقیدہ کی تربیت ❀
- 40 اعمال کی تربیت ❀
- 41 اخلاق کی تربیت ❀
- 43 تربیت کے لئے عملی نمونہ ❀
- 43 تربیت کے دیگر اہم اصول ❀
- 45 تربیت کا نقطہ کمال صالحین کی صحبت و ہم نشینی ❀

## ☆ (4) ..... وصال مصطفیٰ ﷺ کی اعجازی شان ..... ☆

- 50 وصال اقدس کی پیشگوئی ❀
- 54 وصال مبارک سے پہلے کی کیفیات ❀
- 57 صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امت کا حکم ❀
- 59 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی سکونت اور سفر آخرت کا اختیار ❀
- 60 بارہ ربیع الاول بروز دوشنبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازی ❀
- 61 وصال مبارک کے وقت جبریل علیہ السلام کی حاضری ❀
- 63 ملک الموت در اقدس پر اجازت کے خواہاں ❀
- 64 وصال مبارک کے بعد پڑھی جانے والی صلوٰۃ ❀
- 68 روضہ اقدس میں امت کی بخشش کے لئے دعاء ❀
- 68 حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ❀
- 70 خطبہ ثانیہ بالاعراب ❀

## ✽ ماہ صفر اسلامی نقطہ نظر ✽

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين  
وعلى اله الطيبين الطاهرين واصحابه الاكرمين الافضلين ومن احبهم وتبعهم  
باحسان الى يوم الدين اجمعين اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم: وَمَا أَصَابَكُمْ  
مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ. صدق الله العظيم  
بزرگان محترم و معزز حاضرین و سامعین! اسلام دین حق و صداقت ہے، جس نے  
عقیدہ توحید و رسالت کے انوار سے کائنات کو روشن و منور کیا اور ہر قسم کی باطل رسومات  
اور مشرکانہ توہمات کا خاتمہ کیا۔

جاہلیت کی فرسودہ رسومات و مشرکانہ توہمات میں یہ بات بھی تھی کہ لوگ ماہ صفر کو نحوس  
سمجھتے تھے اور اس سے بدشگونی لیتے تھے، اس دور میں لوگوں کا یقین تھا کہ اس ماہ کی آمد کی وجہ  
سے وہ مصائب و بلیات میں گھر جاتے ہیں، اور معیشت تباہ و برباد ہو جاتی ہے، وہ یہ عقیدہ  
رکھتے تھے کہ اس ماہ کے سبب وہ بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں، اور یہ نظریہ رکھتے تھے کہ اس ماہ  
میں نحوست ہوتی ہے، کوئی بڑا کام یا کوئی نئی مہم کا آغاز اس ماہ میں نہیں کرنا چاہئے؛ اس طرح کے  
باطل عقیدوں کو وہ اپنے دل میں جگہ دیتے تھے۔

اسلام نے ان تمام باطل تصورات کو ختم کر دیا، ایمان و عقیدہ کی نعمت لازوال کے  
ذریعہ یہ درس دیا کہ مصائب و آلام کا تعلق کسی ماہ و سال سے نہیں ہے بلکہ وہ نیکو کاروں کے لئے

اللہ تعالیٰ کی جانب سے امتحان و آزمائش اور گنہگار کے حق میں اس کی بد عملیوں کا نتیجہ ہے، ابھی میں نے خطبہ مسنونہ کے بعد جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ  
اور جو مصیبت بھی تمہیں پہنچتی ہے (اس بد عملی) کے سبب پہنچتی  
ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمائی ہے، حالانکہ وہ (اللہ تعالیٰ)  
بہت سی (نافرمانیوں) کو درگزر کر دیتا ہے۔

(سورة الشوری۔ 30)

جاہلیت میں لوگ پرندہ کو اڑا کر فال لیا کرتے تھے، اگر پرندہ سیدھی جانب پرواز کرتا تو فال نیک لیا کرتے اور اگر راست اوپر یا نیچے کی جانب اڑتا تو یہ سمجھتے تھے کہ ہم جو ارادہ رکھتے ہیں وہ ہوگا تو ضرور لیکن اس میں تاخیر ہوگی اور اگر پرندہ بائیں جانب پرواز کر گیا تو وہ اس سے بدشگونی لیتے کہ ہمارا کام نہیں بن پائے گا۔ ”عقاب“ پرندہ کو دیکھ لیتے تو فکر مند ہو جاتے اور برے انجام سے اس کا شگون لیتے، کیونکہ اس کے معنی ”عذاب“ کے ہیں۔ اگر ”غراب“ یعنی کوءے کو دیکھتے تو اس سے تکالیف سفر اور غربت و اجنبیت کا فال لیتے اور ”ہدہ“ پرندہ کو دیکھتے تو ہدایت و درست روی سے اسے تعبیر کرتے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کے عقائد باطلہ کی تردید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَا عَدْوَى وَلَا طِیْرَةَ وَلَا هَامَةً  
ترجمہ: کوئی بیماری مستعدی نہیں ہوتی، بدشگونی  
وَلَا صَفَرَ.....  
جائز نہیں، الو اور صفر کے مہینہ میں کوئی نحوست نہیں!

(صحیح البخاری، کتاب الطب، باب الجذام، حدیث

نمبر: 5380۔ زجاجة المصاييح، باب الفال والطيرة، ج 3، ص 446)

## خیر و شر اور تقدیر الہی

حقیقت میں خیر و بھلائی عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے، چین و سکون بخشنے کا اسی کو اختیار ہے اور ہر طرح کی کامیابی عطا کرنے والا وہی پروردگار ہے، وہی راحت بخشتا ہے، وہی رحمت کی بارش برساتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے بندوں کو آزمایا کرتا ہے، کبھی نعمتوں سے سرفراز کر کے آزماتا ہے، کبھی مشقت و تکالیف کے ذریعہ آزماتا ہے کہ کون سا بندہ اپنے مولا کے فضل و کرم پر اسکی بارگاہ میں رجوع ہوتا ہے اور کون دوری اختیار کر لیتا ہے، پروردگار عالم یہ واضح کرتا ہے کہ بندہ اس کی نعمتوں پر شکرگزاری کرنے لگتا ہے یا اس کی بارگاہ سے کنارہ کشی اختیار کر جاتا ہے آزمائش پر صبر کرتا ہے یا مایوس ہو کر راہ حق سے دوری اختیار کر جاتا ہے، کتاب و سنت کے روشن راستوں پر گامزن رہتا ہے یا نافرمانی کی اندھیریوں میں بھٹک جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ	ترجمہ: اور جب ہم انسان پر انعام فرماتے ہیں تو وہ
أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا	روگردانی کرتا ہے اور کنارہ کشی اختیار کر لیتا ہے، اور جب
مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يُنُوسًا قُلْ	اُسے مصیبت پہنچتی ہے تو وہ مایوس ہو جاتا ہے۔ اے حبیب
كُلُّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ	کریم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ فرما دیجئے: ہر کوئی اپنی فطرت
فَرُبُّكُمْ أَغْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ	کے مطابق کام کر رہا ہے، تو تمہارا پروردگار ہی بہتر جانتا ہے
سَبِيلًا	کہ کون زیادہ سیدھی راہ پر ہے۔

(سورة بنی اسرائیل۔ 83/84)

ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے اور نعمت کی عطا اس کی جانب سے ہے، مصیبت کا آنا بھی اس کی مشیت سے ہے برگ و بار، باغ و بہار اس کی جانب سے ہے اور طوفان و قحط سالی بھی اس کی طرف سے ہے، جان و مال کی حفاظت بھی اسی کی طرف سے ہے اور جان پر آنے والی مصیبت اور مال کی ہلاکت بھی اسی کے حکم سے ہے، الغرض ہر طرح سے وہ اپنے بندوں کا امتحان لیتا ہے، جب خدائے تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ایمان ہے تو پھر آزمائش اور امتحان ضرور ہوا کرتا ہے حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الم، أَحْسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ - ترجمہ: اَلَمْ کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ وہ کہنے لگیں 'ہم ایمان لائے' اور وہ آزمائے نہیں جائیں گے!۔

(سورہ عنکبوت - 1، 2)

برادران اسلام! ہمارے وہم و گمان اس بات پر اکساتے ہیں کہ صفر کا مہینہ آچکا ہے، پتہ نہیں کہ ہمارے یہ دن کیسے گزریں گے، کس بلا میں ہم مبتلا ہونگے، کونسی بیماری ہمیں لاحق ہونے والی ہے؟ یاد رہے کہ شب و روز مصائب و مشکلات نہیں لاتے، کسی مہینہ کی آمد کی وجہ سے مصیبت نہیں آتی، بلکہ حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو ہماری بد اعمالیاں ہی ان بلاؤں کا سبب ہوتی ہیں اور ماہ صفر سے متعلق ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہمارے باطل توہمات ہمیں فتنوں اور مشکلات میں گھر جانے کا سبب تو نہیں بن گئے۔

ہم اپنی دنیا اور آخرت کے تمام معاملات کو اللہ تعالیٰ اور اس کے عظمت والے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیں تو نہ ہم شکوک و شبہات میں مبتلا ہونگے اور نہ ایسی فکر دامن گیر ہوگی۔



## قوم شمود کی بدشگونی

قرآن کریم میں قوم شمود کی توہم پرستی اور ان کی بدشگونی کا ذکر کیا گیا کہ انہوں نے بھوک و پیاس کے ڈر سے خدا کی نعمت کو ٹھکرا دیا، وہ اونٹنی جو آیت الہی بنا کر ان کی طرف بھیجی گئی تھی، اس اونٹنی کو انہوں نے ذبح کر دیا، سرکشی کرتے رہے، خدائے تعالیٰ کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب میں مبتلا کر دئے گئے اور انہوں نے اپنے مقدس نبی حضرت صالح علیہ السلام کا وجود اور آپ کے امتیوں کا ان کے درمیان رہنا بھی پسند نہ کیا اور کہنے لگے کہ ہم آپ سے اور آپ کی خدمت میں رہنے والوں سے برا شگون لیتے ہیں کہ یہ مصیبت ہم پر تمہاری ہی وجہ سے آپڑی ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں موجود ہے:

قَالُوا أَطِيرُنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ قَالَ طَيْرُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتِنُونَ .

ترجمہ: انہوں نے کہا: ہم تم کو اور تمہارے ساتھ والوں کو منحوس سمجھتے ہیں، حضرت صالح (علیہ السلام) نے فرمایا: تمہاری نحوست کا سبب اللہ کے علم میں ہے، بلکہ تم ایسے لوگ ہو جن کی آزمائش کی جاتی ہے۔

(سورة النمل-47)

حضرات گرامی! اس واقعہ سے ہمیں یہی روشنی مل رہی ہے کہ آفات و مصائب سے دوچار ہونا اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے؛ اسے کسی اور کی طرف منسوب کرنا، یہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں بلکہ اللہ کے منکروں کا طریقہ ہے، جیسا کہ خطبہ مسنونہ کے بعد تلاوت کردہ آیت شریفہ میں ارشاد ہے:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ .

ترجمہ: اور جو مصیبت بھی تمہیں پہنچتی ہے (اس بد عملی) کے سبب پہنچتی ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمائی ہے، حالانکہ وہ (اللہ تعالیٰ) بہت سی (نافرمانیوں) کو درگزر کر دیتا ہے۔

(سورة الشورى-30)

## شگون بد اور توہم پرستی کی ممانعت

جہاں تک بدشگونی کا تعلق ہے حضور اکرم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خیال کو غلط قرار دیا اور توہم پرستی کے تصور کی یکسر نفی فرمادی سنن ابوداؤد و سنن ترمذی میں حدیث شریف ہے :

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الطَّيْرَةُ مِنْ الشِّرْكِ قَالَهُ ثَلَاثًا. ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بدشگونی لینا شرک جیسا عمل ہے، آپ نے اس کو تین مرتبہ فرمایا۔

(سنن الترمذی، باب ما جاء في الطيرة و الفال، حدیث نمبر: 1712، سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الطيرة، حدیث نمبر: 3912)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الطيرة شرک ای لا اعتقادهم أن الطيرة تجلب لهم نفعاً أو تدفع عنهم ضراً فإذا عملوا بموجها فكأنهم أشركوا بالله في ذلك ويسمى شرکاً خفياً. وقال شارح یعنی من اعتقد أن شيئاً سوى الله ينفع أو يضر بالاستقلال فقد أشرك أي شرکاً جلياً

بدشگونی لینا شرک ہے، کیونکہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا اعتقاد تھا کہ بدشگونی کے تقاضے پر عمل کرنے سے ان کو نفع حاصل ہوتا ہے یا ان سے ضرر اور پریشانی دور ہوتی ہے اور جب انہوں نے اس کے تقاضے پر عمل کیا تو گویا انہوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا، اور اسے شرک خفی کہا جاتا ہے۔ اور کسی شخص نے یہ عقیدہ رکھا کہ فائدہ دلانے اور مصیبت میں مبتلا کرنے والی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی چیز ہے جو ایک مستقل طاقت ہے تو اس نے شرک جلی کا ارتکاب کیا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الطب والرقی، باب الفال)

والطيرة، ج 4 ص 522)

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

انما سماها شرکا لأنهم كانوا  
يرون ما يتشاءمون به سببا  
مؤثرا في حصول المكروه  
وملاحظة الأسباب في الجملة  
شرك خفي فكيف إذا انضم  
إليها جهالة وسوء اعتقاد.

حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے شرک اس لئے  
فرمایا کہ وہ لوگ یہ اعتقاد کرتے تھے کہ جس چیز سے انہوں نے  
بدشگونئی لی ہے وہ مصیبت کے نزول میں متاثر کن سبب ہے اور  
بالعموم ان اسباب کا لحاظ کرنا شرک خفی ہے، بطور خاص جب  
اس کے ساتھ جہالت اور بد اعتقادی بھی ہو تو اس کا شرک خفی  
ہونا اور بھی واضح ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، ج 4، ص 522/523)

سنن ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

الْعِيَاةُ وَالطَّيْرَةُ وَالطَّرْقُ مِنْ  
الْجِبْتِ -

پرندہ کے ذریعہ فال لینا، کسی چیز سے بدشگونئی لینا اور  
کنکریوں سے فال نکالنا شیطانی کام ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الخط وزجر الطیر، حدیث نمبر: 3909)

## ماہ صفر میں فی نفسہ نحوست نہیں!

محترم حاضرین! بخاری شریف میں حدیث شریف ہے:

لَا عَدْوَى وَلَا طَيْرَةَ وَلَا  
هَامَةً وَلَا صَفَرَ.....

ترجمہ: کوئی بیماری متعدي نہیں ہوتی، بدشگونئی جائز نہیں،  
الو اور صفر کے مہینہ میں کوئی نحوست نہیں!

(صحیح البخاری، کتاب الطب، باب الجذام، حدیث نمبر: 5380)

حضرت سیدی ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ صاحب نقشبندی مجددی قادری محدث دکن علیہ الرحمۃ اس کی شرح کرتے ہوئے زجاجة المصابیح کے حاشیہ میں رقمطراز ہیں:

قوله ولا صفر قال ابو داؤد امام ابو داؤد علیہ الرحمۃ نے اپنی سنن میں بیان کیا کہ محدث  
فی سننه قال بقیۃ ، سالت بقیۃ نے اس حدیث شریف کے بارے میں اپنے استاد محمد  
محمد بن راشد عنہ قال بن راشد سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: جاہلیت میں  
كانوا یتشاءمون بدخول لوگ ماہ صفر کی آمد کو منحوس سمجھتے تھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ  
صفر ، فقال النبی صلی اللہ والہ وسلم نے اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا  
علیہ وسلم لا صفر وقال کہ ماہ صفر منحوس نہیں ہے!۔ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ  
القاضی هو ان یکون نفیا نے فرمایا: اس حدیث شریف سے اس وہم کی نفی ہو جاتی  
لما یتوهم ان شهر صفر ہے جو ماہ صفر سے متعلق کیا جاتا ہے کہ اس میں آفات  
تکثر فیہ الدواہی والفتن و بلیات بکثرت نازل ہوا کرتی ہیں۔

(حاشیۃ زجاجة المصابیح، ج 3، کتاب الطب والرقی، باب الفال والطیرة، ص 447)

عزیزان محترم! مذکورہ بالا احادیث شریفہ کی روشنی میں واضح ہو جاتا ہے کہ صفر کے  
مہینہ کو منحوس سمجھنا غیر اسلامی ہے، اس میں مہینہ شادی بیاہ سے گریز کرنا اور خوشی و مسرت کی  
تفاریب کے انعقاد کو نامناسب سمجھنا یہ سب بے جا امور ہیں اور جاہلیت کے باطل توہمات  
کی پیداوار ہیں؛ جن کی دین اسلام میں کوئی گنجائش نہیں، ماہ صفر کی تاریخی حیثیت بھی اگر  
دیکھی جائے تو ایک روایت کے مطابق حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خاتون  
جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اسی ماہ مبارک میں

کروایا تھا، گو کہ معروف روایت ماہ شوال کی ہے، ماہ صفر میں نکاح کے متعلق روایت ہے:

قال جعفر بن محمد تزوج علی ترجمہ: حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت فاطمہ صفر فی السنة الثانية وبنی بھافی الزہراء رضی اللہ عنہما سے دو ہجری صفر کے مہینہ میں عقد شہر ذی القعدة علی رأس اثنين فرمایا اور آپ کی رخصتی ہجرت کے بعد بائیس مہینے کے وعشرین شہرا من الهجرة۔ اوائل ذوالقعدة کے مہینہ میں ہوئی۔

(سبل الہدی والرشاد، ج 12، ص 469)

حاضرین کرام! بعض لوگ ماہ صفر میں کسی اہم کام کے لئے سفر کرنا بھی مناسب نہیں سمجھتے، جبکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے موقع پر مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی جانب سفر کا آغاز ایک روایت کے مطابق ماہ صفر کے آخر میں فرمایا تھا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب، ج 2، ص 102)

### ماہ صفر کامیابی والا مہینہ

محترم حاضرین! یہ سفر مقدس دین اسلام کی غیر معمولی ترقی اور مسلمانوں کی خوشحالی، فتح و نصرت کا باعث ثابت ہوا۔ رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی وہ سفر تھا جو اپنے اندر فتح مکہ کی عظمتوں کو لئے ہوئے تھا، گویا ماہ صفر میں ہجرت کرنا تمام شریعت کا ذریعہ اور فروغ اسلام کا وسیلہ قرار پایا، بلاؤں کے نازل ہونے کا نہیں بلکہ مصائب و مشکلات کے دفع ہونے کا سبب بنا۔ اسی وجہ سے ہمارے عرف میں ماہ صفر کو صفر المظفر کہتے ہیں، جسکے معنی ظفر یا بیانی فتح و نصرت والے کے ہے۔

مسلمانوں کو ایسی بدشگونی سے قطعی طور پر پرہیز کرنا چاہئے، اور اسی طرح تیرہ تیزی کے نام سے انڈے اور تیل وغیرہ سرہانے رکھنا بھی لغو کام ہے، ان امور سے بھی احتیاط ضروری ہے۔ قطع

نظر اس کے رضائے الہی کی خاطر فقراء و مساکین پر صدقہ و خیرات کرنا دیگر مہینوں کی طرح اس ماہ میں بھی جائز و مستحسن ہے۔

محترم سامعین! معاشرہ میں یہ تصور بھی عام ہے کہ ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ کو سیر و سیاحت کا اہتمام کیا جائے، اس دن تفریح کیلئے روانہ ہوں اور گھانس، سبزہ وغیرہ پر چہل قدمی ہو۔ اگر یہ چہل قدمی اس تصور کی ساتھ کی جائے کہ بلا اور وبا سے حفاظت ہو جاتی ہے اور مصائب دفع ہو جاتے ہیں تو اس کا اسلامی کتب سے کوئی ثبوت نہیں ملتا، اگر کوئی اسی پر اصرار کرے تو عرض کیا جائے گا: اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ آخری چہار شنبہ کو بلائیں زیادہ نازل ہوتی ہے، تو ایسی صورت میں سیر و تفریح نہیں بلکہ عبادت و ریاضت کی جانی چاہئے، نیکی و بھلائی کی فکر کرنی چاہئے اور صدقہ و خیرات کرنا چاہئے، کیونکہ اس سے غضب الہی دور ہو جاتا ہے اور رضاء الہی کے آثار نمودار ہوتے ہیں، جیسا کہ جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَذْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ .  
ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً صدقہ اور نیکی پروردگار کے غضب کی آگ کو ٹھنڈا کرتی ہے اور بری موت کو دفع کرتی ہے۔

(جامع الترمذی، باب فضل الصدقة، حدیث نمبر: 666۔ شعب الایمان للبیہقی، الصدقة تطفي غضب

الرب، حدیث نمبر: 3202)

### صفر کے مہینہ میں یہ دعاء پڑھیں!

حاضرین کرام! جب بھی کوئی شخص مصیبت سے دوچار ہو تو اسے اپنے عمل کا جائزہ لینا چاہئے، اپنے اعمال میں جہاں کوتاہی واقع ہوئی ہے اسکی اصلاح کرنی چاہئے

جہاں لغزش ہوئی ہے اسے سدھارنا چاہئے، توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے رجوع ہونا چاہئے کیونکہ اپنے برے اعمال ہی تمام تر نحوستوں کا باعث ہوتے ہیں، ابھی آپ سن چکے ہیں کہ نیک و صالح بندہ کو بھی زندگی میں مختلف قسم کے مصائب و آلام سے گزرنا پڑتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے امتحان ہوتا ہے، جو لوگ مصائب و آلام کا صبر و استقامت کے ذریعہ مقابلہ کرتے ہیں وہ اس امتحان میں کامیاب ہیں جن کے قدم آفات و بلیات کی وجہ سے نہیں لڑکھڑاتے اللہ کی نصرت و حمایت ان کے ساتھ ہے۔

زجاجۃ المصائب میں سنن ابوداؤد شریف کے حوالہ سے حدیث پاک منقول ہے:

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ذَكَرْتُ الطَّيْرَةَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحْسَنُهَا الْقَالُ وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَإِذَا رَأَى أَحَدَكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلِ اللَّهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔  
اللَّهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔

سیدنا عروۃ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بدشگونی کا ذکر کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اچھا شگون، فال نیک ہے اور بدشگونی کسی مسلمان کے کام میں رکاوٹ نہیں بنتی، پس جب تم میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ یہ دعاء پڑھے۔

ترجمہ: اے اللہ ہر قسم کی بھلائیوں کو لانے والا تو ہی ہے اور تمام قسم کی برائیوں کو دفع کرنے والا بھی تو ہی ہے، نہ برائی سے بچنے کی کوئی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی کوئی قوت ہے، مگر اللہ ہی کی مدد سے۔

(زجاجۃ المصائب، ج 3، ص 445، سنن ابی داؤد، باب فی الطیرۃ، حدیث

نمبر: 3921)

## چہار شنبہ منحوس نہیں بلکہ نور کی پیدائش کا دن

محترم سامعین! یہ حقیقت ہے کہ ایک دن دوسرے دن پر فضیلت و برتری رکھتا ہے، ایک وقت دوسرے وقت کی بہ نسبت زیادہ برکت و رحمت والا ہوتا ہے، لیکن فی نفسہ کسی وقت یا دن میں نحوست کا تصور غیر اسلامی نظریہ ہے، جہاں تک چہار شنبہ کی بات ہے تو صحیح حدیث پاک میں اس کی فضیلت آئی ہے، صحیح مسلم اور مسند امام احمد وغیرہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تفصیلی روایت مذکور ہے :

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي فَقَالَ: خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ... وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْارْبَعَاءِ.

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن مٹی کو پیدا فرمایا..... اور نور کو چہار شنبہ کے دن پیدا فرمایا۔

(صحیح مسلم، کتاب صفة المنافقين واحكامهم، باب صفة القيامة والجنة والنار ج 2 ص 371، حدیث نمبر: 7231۔ مسند امام احمد، مسند ابی ہریرہ، حدیث نمبر: 8563۔ السنن الکبری للبیہقی، ج 9، ص 3۔ السنن الکبری للنسائی، حدیث نمبر: 11010۔ المعجم الاوسط للطبرانی، باب الباء، من اسمہ بکر، حدیث نمبر: 3360)۔

مذکورہ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ چہار شنبہ وہ مبارک و مقدس دن ہے جس میں نور کی پیدائش ہوئی لہذا یہ تصور غیر درست ہے کہ اس میں کوئی بڑا اور اہم کام نہیں کرنا چاہئے۔ لہذا اس دن کوئی بھی خوشی والا جائز کام انجام دینا ان شاء اللہ تعالیٰ بابرکت ہی ہوگا۔



امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں لکھا ہے:

ذکر برهان الإسلام فی کتابہ ( )  
 تعليم المتعلم عن شيخه  
 برهان الاسلام کی 'تعليم المتعلم' کے حوالہ سے ذکر  
 کیا کہ وہ اپنے استاذ گرامی صاحب ہدایہ علامہ  
 مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ بیان کرتے ہیں کہ  
 الحنفیۃ انہ کان یوقف بدایۃ السبق  
 علی یوم الاربعاء وکان یروی فی  
 ذلک بحفظہ ویقول قال رسول  
 اللہ ( ما من شیء بدء بہ یوم  
 الاربعاء الا وقد تم )۔  
 آپ چہار شنبہ کے دن سبق کے آغاز کا اہتمام  
 کیا کرتے اور اس سلسلہ میں یہ حدیث پاک  
 روایت فرمایا کرتے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ  
 علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چہار شنبہ کے دن جس  
 چیز کا بھی آغاز کیا جائے وہ پایہ تکمیل کو پہنچتی ہے۔

(المقاصد الحسنۃ، حرف المیم)

اسی وجہ سے عالم اسلام کی شہرہ آفاق اسلامی یونیورسٹی 'جامعہ نظامیہ' حیدر آباد دکن میں  
 درس و تدریس کے آغاز کے لئے چہار شنبہ کے دن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

### استغفار تمام پریشانیوں کا حل

محترم سامعین! اگر ہم مسلمان اپنے دل میں خدا کا خوف بٹھائے رکھیں، اس کے فضل و  
 کرم کے امیدوار بنے رہیں اور اپنے حال زار پر ندامت کے آنسو بہائیں تو ضرور ہماری زندگی میں  
 برکت رکھ دی جائیگی اور ہمارے درمیان سے رنج و غم، درد و الم دور کر دیا جائیگا اور حزن و ملال ختم  
 کر دیا جائیگا۔

اس سلسلہ میں امام رازی علیہ الرحمہ کی تفسیر کبیر کے حوالہ سے ایک نصیحت آموز واقعہ بیان

کیا جاتا ہے؛ جو ہمارے لئے نہایت ہی قیمتی اور نفع بخش ہے:

وعن الحسن : ان رجلا  
شكا اليه الجذب ، فقال ،  
استغفر الله ، وشكا اليه  
آخر الفقر ، و آخر قلة  
النسل ، و آخر قلة ريع ارضه  
، فامرهم كلهم بالا  
ستغفار ، فقال له بعض  
القوم : اتاك رجال  
يشكون اليك انواعا من  
الحاجة ، فامرتهم كلهم  
بالاستغفار ، فتلا له الآية  
. فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ  
كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلُ السَّمَاءَ  
عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ  
بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ  
جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ  
أَنْهَارًا .

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر  
ہو کر قحط سالی سے متعلق فریاد کی تو آپ نے اسے استغفار کرنے  
کا حکم دیا، کسی دوسرے شخص نے اپنا فقر و فاقہ اور تنگدستی کا حال  
بیان کیا، اسی طرح کسی اور شخص نے اولاد نہ ہونے پر اپنی  
پریشانی ظاہر کی اور کسی نے اپنے باغ و بہار میں پھل و پھول اور  
تازگی سے متعلق آپ کی خدمت میں معروضہ کیا اور سبھوں کو امام  
حسن رضی اللہ عنہ نے استغفار کی تلقین کی، خدائے تعالیٰ سے  
معافی طلب کرنے اور بخشش کی دعا مانگنے کا حکم دیا، لوگوں کو اس  
پر تعجب ہوا، عرض کرنے لگے، آپ کی خدمت میں لوگ الگ  
الگ معروضے لے کر حاضر ہوئے اور تمام افراد کو آپ نے اللہ  
تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنے کی تلقین فرمائی، تو آپ نے  
جواب ارشاد فرماتے ہوئے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی  
، ترجمہ: تو میں نے کہا: تم اپنے پروردگار سے بخشش طلب  
کرو! بیشک وہ خوب مغفرت فرمانے والا ہے، وہ تم پر  
موسلا دھار بارش کا نزول فرمائے گا اور مال و دولت اور اولاد  
کے ذریعہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے لئے باغات بنا دیگا  
اور تمہارے لئے نہریں جاری فرما دیگا۔

(نوح - 12/11/10)

ذکر الہی سے معمور ہر لمحہ سعادت مند

عزیزان محترم! حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں کی پریشانیوں کا حل استغفار الہی قرار دیا

اور امت کو بارگاہ الہی کی طرف رجوع ہونے کی تعلیم فرمائی۔ آج ہمیں اسی فکر کو اپنانے کی ضرورت ہے کہ ہمارے لیل و نہار ذکر الہی میں گزرتے رہیں، ہم شریعت کی پابندی کریں اور قرآن کریم وحدیث شریف پر عمل پیرا رہیں، اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہیں، وقت کی قدر کریں، اپنے لمحات کو غفلت میں نہ گزاریں، کیونکہ نحوست ہماری زندگی میں اسی وقت آسکتی ہے جب ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد اور انکی اطاعت و پیروی سے غافل رہیں۔

سورہ توبہ کی آیت نمبر: 37 کے تحت تفسیر روح البیان میں مذکور ہے:

فکل زمان اشتغل فیہ	ترجمہ: ہر وہ لمحہ جس میں بندہ مؤمن اطاعت الہی
المؤمن بطاعة الله فهو زمان	میں مصروف رہا ہے، وہ اس کے حق میں برکت
مبارک وکل زمان اشتغل	والا اور سعادت مندی کا باعث ہے اور ہر وہ لمحہ
فیہ بمعصية الله فهو مشؤم	جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مشغول رہا
عليه فالشؤم فی الحقيقة	ہے؛ وہ اس کے حق میں بے برکت ہے، دراصل
هو المعصية۔	نحوست و بے برکتی گناہ کے ارتکاب میں ہے۔

حاضرین کرام! یقیناً جس وقت کو ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزارا وہ وقت ہمارے لئے برکت والا ہے، جس لمحہ کو ہم نے سنتوں پر عمل کرنے میں بسر کیا وہ لمحہ ہمارے لئے سعادت والا ہے، جس گھڑی کو ہم نے اسلامی احکام پر عمل کرتے ہوئے بتایا وہ گھڑی ہمارے لئے باعث رحمت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب میں حسن عقیدہ کو جاگزیں فرمائے، عمل صالح کی دولت نصیب فرمائے، اور تعلیمات کتاب و سنت پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے!

آمین، بجاہ طہ ویس صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ اجمعین و آخر دعوانا ان

الحمد لله رب العلمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## برادران وطن کے ساتھ تعلقات

(یوم جمہوریہ کے موقع پر خصوصی پیغام)

الحمد لله رب العالمين ، والصلوة والسلام على حبيبہ سيد الانبياء والمرسلين، وعلى اله الطيبين الطاهرين واصحابه الاكرمين الفضليين ومن احبهم وتبعهم باحسان الى يوم الدين اجمعين .  
اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم ، بسم الله الرحمن الرحيم:

لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ .

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک اور عدل کا معاملہ کرو؛ جنہوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ بیشک اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(سورة الممتحنة 8)

حاضرین کرام! جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا گیا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بیان فرمادیا کہ اسلام امن و سلامتی والا دین ہے، اسلام کسی قوم و مذہب کا ہرگز دشمن نہیں، اس کی امن پسندی کا حال یہ ہے کہ وہ غیر مسلمین کے ساتھ بھی حسن سلوک اور عدل و انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔

حاضرین کرام! آج مختلف جہتوں سے دین اسلام پر حملے کئے جا رہے ہیں، کبھی مسلمان کو دہشت گرد کہا جاتا ہے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ اسلام دہشت گردی سکھاتا ہے۔ اگر ہم قرآن کریم و احادیث شریفہ کا صحیح طور پر مطالعہ کریں تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ حقیقی طور پر اسلام ہی امن و سلامتی والا مذہب ہے۔

حاضرین کرام! تاریخ ہند میں جنوری کا مہینہ اور اس کی چھبیسویں تاریخ نہایت اہمیت کی حامل ہے، آج سے تقریباً ساٹھ سال قبل ہمارے ملک میں جمہوریت کا دستور اس مہینہ میں نافذ کیا گیا، اسی وجہ سے 26 جنوری کو ہندوستان میں یوم جمہوریہ منایا جاتا ہے، اسی مناسبت سے احقر آپ حضرات کے سامنے قرآن کریم و احادیث شریفہ کی روشنی میں یہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ ہم مسلمانوں کا غیر مسلم برادران وطن کے ساتھ کیسا تعلق ہونا چاہیے، تاکہ ہماری نوخیز نسل جو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم پا رہی ہے اس سے باخبر ہو جائے اور جو لوگ اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے غلط فہمیاں پیدا کر رہے ہیں ان کا سنجیدہ جواب دے سکے۔

### مسلمان سر اپا رحمت ہے

مسلمان سر اپا رحمت ہوتے ہیں وہ امن کے لئے خطرہ اور فساد ہی نہیں ہوتے، بلکہ امن کے علمبردار اور رحم و کرم کے پیکر ہوتے ہیں، ساری انسانیت کے لئے نفع بخش اور راحت رساں

ہوتے ہیں، اسی لئے شریعت اسلامیہ نے مسلمانوں کو اجازت دے رکھی ہے کہ وہ دنیا کے کسی بھی خطہ میں رہ سکتے ہیں۔

عرب سے عجم تک، مشرق سے مغرب تک مسلمان جہاں بھی گئے امن و سلامتی، عدل و انصاف، صلہ رحمی و احسان کا پیغام لے کر گئے۔ خوف و دہشت کے ماحول کو امن میں تبدیل کر دیا، فتنہ و فساد سے زہر آلود معاشرہ اور سماج کو انہوں نے امن و سلامتی کا مرکز بنادیا۔ ان کے اخلاق کی پاکیزگی، معاملات کی صفائی، رواداری و بھائی چارگی، اتحاد و محبت، الفت و اخوت، رحمت و مودت کی بدولت ظلم و عداوت کے تاریک بادل چھٹ گئے اور عدل و انصاف کے مہکتے پھول کھل گئے۔

حاضرین کرام! یوم جمہوریہ ہند کی مناسبت میں آج میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اسلام نے غیر مسلم برادران وطن سے معاشرتی تعلقات، کاروباری معاملات، تجارت، خرید و فروخت وغیرہ امور کی اجازت دی ہے اور تمام معاملات و تعلقات میں سچائی و صداقت پر پابندی کی تاکید کی اور جھوٹ، مکر و فریب اور دھوکہ و خیانت سے اجتناب کا حکم فرمایا ہے۔ غرور و تکبر کی جگہ تواضع و انکساری کے معاملہ کا قانون دیا ہے۔ سخت مزاجی اور شدت کے بالمقابل نرمی اور آسانی کو پسند کیا ہے۔ عجلت پسندی اور غصہ پر قابو پانے اور تحمل و برداشت کا رویہ اختیار کرنے کی ہدایت دی ہے۔ انتقام میں حد سے آگے نہ بڑھنے اور عفو و درگزر سے کام لینے کا حکم دیا ہے، برائی کا بدلہ اچھائی سے دینے کی ترغیب دی ہے۔ فتنہ و فساد سے گریز کرنے اور ہر حال میں عدل و انصاف پر جمے رہنے کی تعلیم دی ہے، ان احکام میں اسلام نے مسلم و غیر مسلم کا امتیاز روا نہیں رکھا۔

### غیر مسلموں کیساتھ اخلاقی و معاشرتی تعلقات

مسلمانوں کا ربط و تعلق کسی بھی مذہب و ملت کے افراد سے ہو، انہیں ہر صورت میں یہ ملحوظ رکھنا ہے کہ ہم تو مسلمان ہیں، ہماری زبان و بیان سے ہرگز کسی کو تکلیف نہ پہنچنے پائے، کیونکہ اسلام

نے غیر مسلموں کے ساتھ معاشرتی اور اخلاقی تعلقات کی تاکید کی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخَرِّجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ -

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع نہیں کرتا، کہ تم ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور عدل و انصاف کا برتاؤ کرو؛ جنہوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ بیشک اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

(سورة الممتحنة 8)

اس آیت کریمہ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلموں سے بھی عدل و انصاف کا معاملہ، اچھا برتاؤ اور حسن سلوک کرنا چاہئے۔

حاضرین کرام! حقیقت تو یہ ہے کہ مسلمان خواہ وہ اسلامی مملکت میں ہو یا جمہوری مملکت میں وہ ہر مقام پر محبت کے پیام کو عام کرنے والا ہوتا ہے، الفت کے پھول بکھیرنے والا ہوتا ہے، وہ گفتار و کردار ہر لحاظ سے امن و سلامتی کا پیکر ہوتا ہے، اسے انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے ہی وجود بخشا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ .

ترجمہ: تم بہترین امت ہو، جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے لائی گئی ہو۔

(سورة آل عمران 110)

مکرم سامعین! ایک مسلمان جس طرح دوسرے مسلمان کے حق میں سلامتی کا پیکر ہوتا ہے اسی طرح وہ غیر مسلم افراد کے حق میں بھی سلامتی کا پیکر ہوتا ہے، تیر و تلوار، نیزہ و ہتھیار تو کجا وہ اپنی

زبان سے بھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ ترجمہ: لوگوں سے اچھی بات کہا کرو۔!

(سورة البقرة 83)

اخلاق کیساتھ پیش آنے اور نیک برتاؤ کرنے کیلئے رنگ و نسل مذہب و عقیدہ کی تخصیص نہیں بلکہ یہ حکم سب کے حق میں عام ہے۔

غیر مسلموں کے ساتھ بھی اچھی گفتگو کرنا اور خندہ پیشانی سے پیش آنا چاہئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنِ۔ تمام لوگوں سے عمدہ اخلاق کے ساتھ برتاؤ کرو۔

(جامع ترمذی ج 2 ص 19 باب ماجاء فی معاشرۃ الناس، حدیث نمبر 2115):

### اہل اسلام کی امن پسندی

قریش مکہ کی جانب سے حج و عمرہ کے لئے کسی پر بھی پابندی اور روک نہیں تھی، حتیٰ کہ جانی دشمن کے لئے بھی نہیں لیکن جب مسلمان عمرہ کے ارادہ سے نکلے، راستہ میں روک دیئے گئے، عمرہ کی اجازت نہیں دی گئی، مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے اور انہیں غیر معمولی صدمہ پہنچا، فطری طور پر آتش انتقام شعلہ زن ہو سکتی تھی، مسلمان جوابی کارروائی کر سکتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد کے حق میں بھی حسن سلوک کا حکم فرمایا اور ظلم و زیادتی پر روک لگا دی، ارشاد فرمایا:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا۔ ترجمہ: کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم زیادتی کر بیٹھو۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکا تھا۔

(سورة المائدة 2)



غور فرمائیں! وہ مذہب دہشت گردی سکھانے والا کیسے ہو سکتا ہے جو ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھانے والے، جانی دشمنوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تاکید کرتا ہے؟۔

حاضرین کرام! عدل و انصاف کے معاملہ میں اسلام میں دوست و دشمن، مسلم و غیر مسلم کا فرق درست نہیں، اسلام، دشمنوں کے ساتھ بھی عدل و انصاف کو لازمی قرار دیتا ہے تاکہ اس کی بنیاد پر ایک خوش گوار معاشرہ تشکیل پائے۔ ارشاد حق تعالیٰ ہے:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰی  
اَلَّا تَعْدِلُوْا اَعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ  
اَللَّتَّقُوْی۔  
ترجمہ: کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر ہرگز نہ  
اکسائے کہ تم عدل کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دو، عدل  
کرو، عدل تقویٰ سے بہت قریب ہے۔

(سورۃ المائدہ 8)

اسلام ”چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی“ والی بات نہیں کرتا، اسلام ہر حال میں عدل و انصاف کے ایسے قوانین نافذ کرتا ہے جو ہوا کے رُخ کو موڑ دیں۔

### غیر مسلموں کے لئے مالی امداد جاری کرنا

غیر اسلامی ملک کے غیر مسلم افراد پر خرچ کرنا اور مصیبت و آفت میں ان کے ساتھ ہمدردی و تعاون کرنا تو مسلمانوں کا وصف خاص ہے، اس وصف خاص سے متصف فرمانے کیلئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل مبارک سے مسلمانوں کو جو نمونہ عمل عنایت فرمایا اس کی ایک مثال یہ حدیث پاک ہے:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ  
بَعَثَ خَمْسَمِائَةِ دِیْنَارٍ اِلٰی مَكَّةَ  
ترجمہ: ایک سال مکہ مکرمہ کے لوگ قحط میں مبتلا  
ہو گئے تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حِينَ قَحَطُوا وَأَمَرَ بِدَفْعِهَا إِلَى أَبِي  
سُفْيَانَ بْنِ حَرْبٍ وَصَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ  
لِيُفَرَّقَا عَلَى فَقَرَاءِ أَهْلِ مَكَّةَ۔  
ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ کے پاس  
پانچ سو درہم روانہ کئے تاکہ وہ مکہ مکرمہ کے  
ضرورت مندوں اور محتاجوں میں تقسیم کریں۔

(رد المحتار، ج 2، کتاب الزکوۃ، باب مصرف الزکوۃ والعشر، ص 92)

حاضرین کرام! اتحاد و اخوت اور انسانی رواداری کی اس سے عظیم مثال اور کیا ہو سکتی ہے  
کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان غیر مسلم افراد کی بھی اعانت و فریادری فرمائی جنہوں نے  
اہل اسلام پر مختلف قسم کے مظالم ڈھائے، مسلمانوں کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکالیف پہنچائیں  
یہاں تک کہ حضور کے جانثاروں نے اپنا گھر، مال و دولت سب کچھ قربان کر کے وطن عزیز مکہ مکرمہ کو  
چھوڑ کر مدینہ منورہ سکونت اختیار کی۔

### اسلامی دیانتداری سے زمین و آسمان کا قیام، یہود کا اقرار

دین اسلام کی حقانیت اور اہل اسلام کے عدل و انصاف اور امانت داری کے اغیار بھی  
قابل ہیں، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح ہونے کے بعد یہود کو اپنی زمین بٹائی پردی،  
اس طرح کہ وہ زراعت کریں گے اور پیداوار کا آدھا حصہ وہ لیں گے اور آدھا حصہ آپ کو ادا کریں  
گے۔ جب بٹائی کا وقت آتا تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیداوار کا اندازہ کرنے کے  
لئے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرماتے۔

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَيَخْرُصُ النَّخْلَ.

(سنن ابوداؤد کتاب البیوع، باب فی الخرص، حدیث نمبر 3415)

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پیداوار کو دو حصوں میں تقسیم کر کے فرماتے: جس حصہ کو چاہو لے لو! یہود اس عدل و انصاف کو دیکھ کر یہ کہتے ایسے ہی عدل و انصاف سے آسمان اور زمین قائم ہیں،۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ان سے فرماتے: اے گروہ یہود! تمام مخلوق میں تم میرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہو کیونکہ تم نے اللہ کے نبیوں کو شہید کیا اور تم نے اللہ پر جھوٹ باندھا لیکن تمہاری دشمنی مجھ کو اس بات پر آمادہ نہیں کر سکتی کہ میں تم پر کسی قسم کا ظلم کروں۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَفَاءَ اللَّهِ خَيْبَرَ... فَبَعَثَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَخَرَصَهَا عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ أَنْتُمْ أَبْغَضُ الْخَلْقِ إِلَيَّ قَتَلْتُمْ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ وَكَذَبْتُمْ عَلَى اللَّهِ وَلَيْسَ يَحْمِلُنِي بُغْضِي إِيَّاكُمْ أَنْ أَحِيفَ عَلَيْكُمْ

(شرح معانی الآثار ج 1 ص 316، کتاب الزکوۃ، باب الخرص، حدیث نمبر: 2856)

اس سے ظاہر ہے کہ مسلمان غیر مسلموں کے ساتھ کتنے پاکیزہ طریقہ پر معاملات کرتے آئے ہیں کہ ظلم و زیادتی اور حق تلفی و دھوکہ دہی کا کوئی شائبہ تک نہیں۔

حاضرین کرام! ابورافع کو قریش نے قاصد بنا کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا وہ کہتے ہیں، جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی سعادت حاصل کی تو میرے دل میں اسلام ڈال دیا گیا، میں عرض گزار ہوا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کبھی بھی ان کی طرف نہیں لوٹوں گا، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں وعدہ خلافی نہیں کرتا اور نہ قاصد کو روکے رکھوں گا، تم واپس چلے جاؤ، اب جو چیز تمہارے دل میں ہے اگر یہ برقرار ہے تو تم اب لوٹ جاؤ۔

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ أَبَا رَافِعٍ أَخْبَرَهُ قَالَ بَعَثَنِي قُرَيْشٌ إِلَيَّ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُلْقِيَ  
فِي قَلْبِي الْإِسْلَامُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي وَاللَّهِ لَا أَرْجِعُ إِلَيْهِمْ أَبَدًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَخِيسُ بِالْعَهْدِ وَلَا أَحْبِسُ الْبُرْدَ وَلَكِنْ أَرْجِعُ فَإِنْ كَانَ  
فِي نَفْسِكَ الْذِي فِي نَفْسِكَ الْآنَ فَارْجِعْ

(سنن ابو داؤد، کتاب الجہاد، باب فی الامام یتستجن بہ فی العہود، حدیث

نمبر: 2760)

### غیر مسلم قیدیوں سے اعلیٰ درجہ کا حسن سلوک

مسلمانوں نے قیدی افراد کے ساتھ بھی غیر معمولی، اعلیٰ درجہ کے حسن سلوک کی  
ایک سنہری تاریخ مرتب کی ہے، حالانکہ قیدی افراد جنگی مجرم سمجھے جاتے ہیں، ان کے ساتھ  
نہایت وحشت ناک، بہیمانہ سلوک کیا جاتا ہے لیکن اسلام نے ان کے ساتھ اخلاقی برتاؤ کا  
انتہائی اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔

جنگ بدر کے قیدی جنہوں نے مسلمانوں کو اذیت پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی،  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مختلف صحابہ کرام پر تقسیم فرمادیا اور ان کے ساتھ حسن  
سلوک کا تاکید حکم فرمایا چنانچہ ابو عزیٰز بن عمیر جو مشرکین کے علم بردار تھے کہتے ہیں: مجھے ایک  
انصاری صحابی کے حوالہ کیا گیا، ان کا حال یہ تھا صبح و شام مجھ کو روٹی کھلاتے اور خود کھجور پراکتفاء  
کرتے اگر ان کے اہل خانہ سے کسی کو روٹی کا ایک ٹکڑا بھی ملتا تو وہ مجھ کو دے دیتے اور خود اس کو  
ہاتھ بھی نہ لگاتے اس قدر حسن سلوک پر مجھے حیا آتی تھی۔

قال ابو عزيز . . . فكانوا اذا قدموا غداً لهم وعشاءهم خصوني  
بالخبز واكلوا التمر لوصية رسول الله صلى الله عليه وسلم اياهم بناء ماتقع في  
يدر جل منهم كسرة خبز الانفحنى بها۔

(سبل الہدی الہدی والرشاد، ج 4، ص 66، جامع ابواب المغازی، الباب السابع فی بیان غزوہ بدر الکبریٰ)

## مسلمان غیر اسلامی ملک کے لئے مفاد کا ضامن !

کسی بھی غیر اسلامی ملک میں مسلمان کا وجود اس ملک کے مفاد میں ہوتا ہے، وہاں کے  
باشندگان کو مسلمانوں سے کوئی ضرر و نقصان بالکل نہیں پہنچتا، مسلمان غیر مسلم ملک میں بھی فساد و بگاڑ  
کی کوئی صورت ہونے نہیں دیتے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تاکید فرمایا ہے کہ مسلمان کا وجود ہی  
انسانیت کی صلاح و فلاح کے لئے ہے: اُخْرِجْتُ لِلنَّاسِ (ترجمہ: تم لوگوں کے فائدہ کے لئے  
لائے گئے ہو) اس میں مسلم اور غیر مسلم کی کوئی تفریق نہیں بلکہ آیت کریمہ کے کلمات سے یہ معلوم  
ہوتا ہے کہ انسانیت کے حوالہ سے مسلمانوں سے غیر مسلم افراد کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچنا چاہئے۔  
یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کو تلوار سے نہیں پھیلا یا بلکہ صرف اور صرف اخلاق و کردار سے  
پھیلا یا ہے اور جب کبھی تلوار چلائی گئی وہ صرف اور صرف اسلام کے دفاع، فساد کو مٹانے، امن قائم  
کرنے اور عہد کو پورا کرنے اور بربریت و جارحیت کا خاتمہ کرنے کیلئے ہی چلائی گئی۔

حاضرین کرام! اسلامی مملکت ہو یا جمہوری ملک اس میں کسی غیر مسلم کا خون بہانا، اور  
انہیں ناحق قتل کرنا تو کجا اسلام نے ان پر معمولی درجہ کے ظلم سے بھی روکا ہے، نبی رحمت رسول اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ کئے ہوئے غیر مسلم کے ساتھ ظلم و زیادتی کا برتاؤ کرنے پر کس قدر  
شدید وعید بیان فرمائی ہے اس کا اندازہ سنن ابوداؤد کی اس مبارک حدیث شریف سے ہوتا ہے

، ارشاد فرمایا :

أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوْ انْتَقَصَهُ  
سَنُو! جس نے کسی اہل معاہدہ پر ظلم کیا یا اس کے حق میں کمی  
أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ  
کی یا اس کی طاقت سے زیادہ کام لے کر اس پر بوجھ ڈالا یا  
مِنْهُ شَيْئًا بَغَيْرِ طَيِّبِ نَفْسٍ فَأَنَّا  
اس کے رضا و رغبت کے بغیر اس کی کوئی چیز لے لی تو بروز  
حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .  
قیامت میں اس کی طرف سے مقدمہ لڑوں گا۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الخراج، باب فی تعشیر اهل الذمة إذا اختلفوا بالتجارا، حدیث نمبر 3054)

مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے: وَالْمُؤْمِنُ مَنْ آمَنَهُ النَّاسُ عَلَى دِمَائِهِمْ  
وَأَمْوَالِهِمْ . ترجمہ: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور مومن وہ ہے جس سے تمام  
لوگوں کے خون اور مال محفوظ ہوں۔ (مسند امام احمد، مسند ابی ہریرہ، حدیث نمبر 9166)  
مذکورہ آیات شریفہ و احادیث کریمہ سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ اسلام نے غیر مسلموں  
کے بھی جان و مال کو تحفظ دیا ہے اور انہیں باوقار زندگی مرحمت کی ہے اور کامل مومن کی علامت و شناخت  
بھی یہی رکھی کہ اس سے دوسرے لوگ خواہ مسلم ہوں کہ غیر مسلم مومن و محفوظ رہیں۔

یوم جمہوریہ کے موقع پر ہم یہی پیام دینا چاہتے ہیں:

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو  
اخوت کا بیاں ہو جا محبت کی زباں ہو جا  
یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی  
اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی  
اللہ تعالیٰ ہمیں امن و سلامتی اور عافیت عطا فرمائے، ملک و وطن کے بشمول ساری دنیا کے لئے  
پیغام امن کا سفیر بنائے! آمین بجاہ طہ و یس و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین  
وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہ سیدنا محمد و علی الہ و صحبہ اجمعین .

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## اولاد کی تربیت کے اسلامی اصول

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين

وعلى اله الطيبين الطاهرين واصحابه الاكرمين الافضلين ومن احبهم وتبعهم

باحسان الى يوم الدين اجمعين اما بعد

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. يَا أَيُّهَا

الَّذِينَ آمَنُوا قُواْ أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا.

سامعین کرام! ایک مہذب انسان کی فطرت ہے کہ وہ شخصی طور پر اپنی زندگی کو ترقی دینے کی فکر کرتا ہے، نیکی کرنے کے لئے خود کوشش کرتا ہے، برائی سے بچنے کی سعی کرتا ہے اور ہمیشہ اپنے آپ کو راہ راست پر رکھنے کی جستجو کرتا ہے؛ ایک بندہ مومن کے لئے اتنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اُسے اپنے اہل و عیال اور اولاد کو راہ راست پر لانے کی فکر بھی کرنی چاہئے، انہیں خیر و بھلائی کی ترغیب دینے اور برائی سے باز رکھنے کے لئے جدوجہد کرنا چاہئے، اس کے لئے باضابطہ تربیت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور باقاعدہ نگہداشت درکار ہے اسی وجہ سے دین اسلام نے تربیت کے نظام کو

بڑی اہمیت دی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ  
وَأَهْلِيكُمْ نَارًا.  
ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور  
اپنے متعلقین کو آگ سے بچاؤ!۔

(سورة التحريم - 6)

اس آیت کریمہ میں اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بچائیں اور اپنے اہل و عیال کو بھی، آیت شریفہ میں مذکور لفظ ”أَهْلِيكُمْ“ میں اہل و عیال، بیوی بچے دونوں داخل ہیں اور ان میں بچے مقدم ہیں۔ چونکہ انسان کا سب سے پہلا مرحلہ بچپن ہے اور اس کی مثال نرم و نازک کوئیل ڈالیوں کی طرح ہے، اس کی جس طرح داخت پر داخت کی جائے اور جس طرف رخ دیا جائے درخت ویسا ہی نشوونما پاتا اور بڑا ہوتا جاتا ہے، اس لیے بچوں کی تربیت پر اسلام نے بہت زیادہ زور دیا ہے اور اس کے لیے مستقل اصول و قواعد مقرر کئے ہیں۔

### اسلامی نظام تربیت کی خصوصیت

محترم سامعین! اسلام کے پیش کردہ اصول کے مطابق اگر بچہ کی تربیت کی جائے تو وہ ضرور زندگی کے ہر مرحلہ میں خیر و بھلائی اور ترقی کی راہ پر گامزن رہتا ہے اور اس کے بگڑنے کا ایک فیصد بھی امکان نہیں رہتا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کے اصول تربیت کسی انسان کے بنائے ہوئے نہیں ہیں بلکہ جس ذات نے نسل انسانی کو وجود بخشا اسی نے ان کی تربیت کے اصول نازل کئے ہیں؛ اسی وجہ سے یہ اصول تربیت فطرت کے عین مطابق ہیں، اسلام چونکہ مکمل نظام حیات ہے جو ہر طرح سے انسانیت کی صلاح و فلاح کا ضامن ہے، وہ اپنے اندر ایک کامل نظام تربیت رکھتا ہے، اس کا نظام تربیت جہاں اہل اسلام کے لیے دنیوی و اخروی فوائد کا حامل ہے وہیں تمام طبقات انسانی کے



لیے دنیوی اعتبار سے نفع بخش و راحت رساں ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ افراد انسانیت نے جب بھی اس نظام تربیت کو اختیار کیا دنیا امن و سلامتی کا گہوارہ رہی۔

اس دنیا کے قانون داں، مفکرین داں و اہل دانش اپنے اپنے تجربہ کی بنیاد پر تربیت کے اصول و قواعد مرتب کرتے ہیں، حالات کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ وہ اصول ناقابل عمل ہو جاتے ہیں، لیکن اسلامی نظام تربیت کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر زمانہ میں حالات و اشخاص کی تبدیلیوں کے باوجود تمام افراد انسانیت کے لئے ہدایت کا موجب، راحت اور رحمت کا باعث رہتا ہے۔

### ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے

حاضرین کرام! دنیا میں آنے والے تمام بچے ایک ہی فطرت پر پیدا ہوتے ہیں، جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ  
فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يَنْصَرَانِهِ أَوْ  
يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً  
جَمْعَاءَ هَلْ تُحْسِنُ فِيهَا مِنْ جَذَعَاءٍ  
ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ: فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا  
الْأَيَّةُ (فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ  
عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ  
الدِّينُ الْقَيِّمُ.)

ترجمہ: ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں، جس طرح جانور صحیح و سالم بچہ جنم دیتا ہے، کیا تم اس میں کان کٹا ہوا دیکھتے ہو؟ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ آیت کریمہ تلاوت فرمانے لگے: یہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے، جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا، اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں، یہ سیدھا دین ہے۔

(سورة الروم۔30) (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی)

فمات هل یصلی علیہ ، حدیث نمبر ، 1292)

بچہ جب دنیا میں آتا ہے تو تمام عمدہ صلاحیتیں پاکیزہ ذہن اور اچھی فکر اور صاف و شفاف قلب و نظر لے کر آتا ہے، ظاہر و باطن کی ساری خوبیاں اس میں موجود رہتی ہیں، لیکن ماحول ہے کہ اس پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتا ہے، اگر اس کی ان پنہاں صلاحیتوں اور چھپی ہوئی خوبیوں کو اجاگر نہ کیا جائے تو وہ ایک بغیر تراشے ہوئے ہیرے کی طرح اپنی قدر و قیمت کھودیتا ہے اور ہیرا ہونے کے باوجود ایک پتھر کی مانند ہو جاتا ہے۔

ۛ ځښتِ اَوَّلُ چوڻ ښهَ مَعْمَارُ کج تَاثِرِيَّامِي رَوَدِ دِيوَارُ کج  
ترجمہ: جب تعمير کرنے والا پھلي اينٽ ٿيڙهي رکھو توڊ پوار ٿر يا کي بلنديوں تک ٿيڙهي ٻي جائے گی۔

## تربیت یک اہم ذمہ داری

عزیزان محترم! اسی لیے اسلام نے اولاد کی تربیت کو نہ صرف اہمیت دی ہے، بلکہ اسے اولاد کے لئے ایسا حق قرار دیا ہے کہ اگر والدین اس کا اہتمام نہ کریں تو ان کا مؤاخذہ ہوگا، اور اس میں غفلت کرنے پر گرفت ہوگی اور اگر تربیت نہ کرنے کی وجہ سے خدا نخواستہ اولاد بگڑ جائے اور قوم و ملت کو ان سے نقصان پہنچے تو اس کا گناہ اور وبال ان سرپرستوں پر بھی ہوگا جنہوں نے تربیت میں غفلت برتی تھی۔

متعدد احادیث شریفہ سے تربیت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے، صحیح بخاری شریف میں حدیث پاک مروی ہے:

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

يَقُولُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ الْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ .

تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں ہر ایک سے اپنے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا، حاکم ذمہ دار و نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا اور آدمی اپنے گھر کا ذمہ دار و نگہبان ہے اور اس سے اس کے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(صحیح البخاری، جلد ۱، کتاب الجمعة، باب فی القرى والمدن ص 122، حدیث نمبر 853)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن آدمی سے اس کے ماتحت رہنے والے افراد کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور اولاد کے بارے میں دریافت کیا جائے گا، اگر والدین نے اپنے بچوں کی بہتر تربیت کی تو انہیں اس عمل کا بہتر بدلہ ملے گا اور اگر بچوں کی تربیت میں والدین سے غفلت و کوتاہی سرزد ہوئی تو پھر اس کا برا انجام ہوگا اور کوتاہی کرنے کی صورت میں انہیں سزا ملے گی۔

افراد خاندان کے بارے میں آدمی کی باز پرس ہوگی اس سے متعلق صحیح ابن حبان میں حدیث شریف ہے:

ان الله سائل كل راع عما استرعاه أحفظ أم ضيع حتى يسئل الرجل عن اهل بيته“

بے شک اللہ تعالیٰ ہر ذمہ دار و نگہبان سے ان تمام چیزوں کے بارے میں پوچھے گا جس کا اسے ذمہ دار بنایا ہے کہ اس کی حفاظت کی ہے یا اس کو ضائع کر دیا ہے، یہاں تک کہ آدمی سے اس کے اہل خانہ کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(صحیح ابن حبان، کتاب السیر باب الخلافة والامارة ج 10، ص 345، حدیث 4570)

## حسن ادب کی تعلیم ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر

اولاد کو ادب سکھانے ان کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دینے اور اسلامی تہذیب سے واقف

کروانے سے متعلق جامع ترمذی شریف میں حدیث پاک ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَأَنَّ يُؤَدَّبَ الرَّجُلَ وَلَدَهُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ . ترجمہ: سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کا اپنی اولاد کو تربیت دینا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

(جامع ترمذی شریف ج 2 ص 16، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی ادب

الولد، حدیث نمبر: 2078)

لوگ نیکی کرنے کی غرض سے مختلف کارہائے خیر میں مال خرچ کرتے ہیں، صدقات و خیرات میں بہت زیادہ حصہ لیتے ہیں، کار خیر میں ایک صاع مال خرچ کرنا نیکی و بھلائی ہے، لیکن ایک والد کے لئے اس سے بہتر نیکی اور اس سے بڑی بھلائی یہ ہے کہ وہ اپنے بچہ کو حسن ادب سکھائے، اُسے اچھے اخلاق کی تعلیم دے اور ایک لمحہ کے لئے بچہ کو ادب کی طرف توجہ دلائے۔ حاضرین کرام! اولاد کی تربیت کرنے اور انہیں حسن ادب سکھانے کے ضمن میں یہ بھی حدیث پاک ہے:

حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلِ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنِ ترجمہ: سیدنا ایوب بن موسیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی والد اپنی اولاد کو حسن ادب سے زیادہ بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا۔

(جامع ترمذی شریف ج 2 ص 16، ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی ادب

الولد، حدیث نمبر: 2079)

## اولاد کے حق میں حسن ادب بہترین تحفہ

ہر باپ اپنے بچہ کو بہتر سے بہتر تحفہ دینا چاہتا ہے، اسے عمدہ ترین چیزیں دے کر خوش کرنے کی خواہش رکھتا ہے، اس کے لئے اپنی حیثیت کے مطابق قیمتی و نایاب اشیاء، عمدہ کھلونے، کمپیوٹر، گاڑی وغیرہ اولاد کو دیتا ہے، یہ ایسی چیزیں ہیں جو اولاد کے لئے زندگی کے کسی ایک حصہ میں کارآمد ہوتی ہے، ایک عرصہ کے بعد والد کا دیا ہوا وہ تحفہ بچہ کے لئے فائدہ مند باقی نہیں رہتا، لیکن ایک تحفہ ایسا بھی ہے کہ اس سے بہتر ایک والد کی جانب سے اپنے بچہ کے لئے کوئی اور تحفہ نہیں۔

حاضرین کرام! وہ بہترین تحفہ حسن ادب کی تعلیم ہے، اچھی نگہداشت ہے اور باقاعدہ تربیت ہے، یہ وہ عظیم تحفہ ہے کہ بچہ اس تحفہ کو زندگی بھر توشہ کے بطور استعمال کرے گا۔

حسن ادب والدین کی تربیت کی بنیاد پر بچہ کی عادات، اطوار میں جھلکتا رہے گا، اخلاق و کردار سے نمایاں و آشکار رہے گا، والد نے ایک مرتبہ بچہ کو ایک عمدہ عادت کی تعلیم دی اور اسے ذہن نشین کروادی، اب بچہ جب کبھی اُس عمل کو انجام دے گا؛ جو عمدہ عادت والدین نے بچہ کے ذہن نشین کروائی وہی عادت اس کی رونگ میں آجائے گی اور جو بہترین طریقہ ماں باپ نے اپنے بچہ کو سکھایا وہ اس کی زندگی کے لئے لائحہ عمل بن جائے گا۔

محترم حاضرین! اس سے بہترین تحفہ کیا ہو جو زندگی بھر کام آئے! اس سے اچھا گفٹ (Gift) کچھ نہیں ہو سکتا جو مدت العمر کارآمد رہے، دوسرے تحفے دنیا کی زندگی میں محدود وقت تک مفید ہوتے ہیں، لیکن حسن تربیت وہ بیش قیمت اور نفع بخش تحفہ ہے جو دنیوی زندگی کے مختلف مراحل میں ضرور مفید و کارآمد ہوتا ہے اور اس کے ثمرات آخرت میں بھی ظاہر ہوتے ہیں والدین کو تربیت دینے کا بہتر بدلہ ملتا ہے اور بچہ کو عمل کرنے پر اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف ارشادات کے ذریعہ اولاد کو ادب سکھانے کی تاکید فرمائی چنانچہ حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوا ترجمہ: تم اپنی اولاد کو قابل تعریف بناؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو۔

(سنن ابن ماجہ، ص 261، ابواب الأدب، باب بر الوالد والاحسان الی البنات)  
حدیث نمبر (3802)۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

عَلِّمُوا أَوْلَادَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ ترجمہ: اپنے بچوں اور گھر والوں کو بھلائی کی تعلیم دو اور  
الْخَيْرِ وَادَّبُوهُمْ ان کی تربیت کرو!۔

(جامع الاحادیث للسیوطی، مسند علی بن ابی طالب، حدیث نمبر: 33822)۔

حاضرین کرام! آپ نے چند ایسی باتیں سماعت کی ہیں جس سے اسلام میں تربیت کی اہمیت واضح ہوگئی، اب میں تربیت کی چند صورتیں ذکر کرتا ہوں کہ کن امور پر تربیت کرنی چاہئے۔

### ایمان اور عقیدہ کی تربیت

سب سے پہلا مرحلہ عقیدہ کی تربیت کا ہے کیونکہ عقیدہ ایک بیج کی مانند ہے، بیج جس طرح قوی اور پختہ رہے گا؛ درخت بھی اسی طرح مضبوط بنے گا اور اس کے برگ و بار بھی طاقتور رہیں گے۔ اسلام نے عقیدہ کی بنیاد توحید و رسالت اور آخرت پر رکھی ہے، غیر مسلم اقوام کے پاس ان کے اپنے عقائد ہیں اور وہ اپنے طور پر اُسے درجہ دیتے ہیں، لیکن بحیثیت مسلمان عقیدہ کی تربیت

ہمارے لئے نہایت اہم سے اہم تر ہے، اس کے بغیر عمل بالکل بے قیمت و بے وزن ہوتا ہے۔  
چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ارشاد فرمایا ”

اَفْتَحُوا عَلٰی صِبْيَانِكُمْ اَوَّلَ  
كَلِمَةٍ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“  
ترجمہ: اپنے بچوں کو سب سے پہلا کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سکھاؤ!

(شعب الایمان للبیہقی، الستون من شعب الایمان وهو باب فی حقوق  
الاولاد والاهلین، حدیث نمبر: 8379)۔

اسی لئے بچہ دنیا میں آتے ہی سب سے پہلے اس کے کانوں میں اذان دی جاتی ہے، جس  
کے ذریعہ اسی عقیدہ توحید و رسالت کو مضبوط کیا جاتا ہے۔ کیونکہ عقیدہ توحید کے ساتھ اہم ترین  
بات عقیدہ رسالت کی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق ہیں، خاتم النبیین ہیں  
، آپ کی عظیم شخصیت ساری کائنات کے لیے باعث تخلیق اور ساری خوبیوں کی جامع ہے، آپ سے  
محبت انسان کے لیے اس کی جان سے بھی بڑھ کر اہمیت رکھتی ہے، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے  
ایسی محبت ہونی چاہئے کہ مسلمان اپنے محبوب آقا پر وارفہ اور گرویدہ ہو جائے، اپنی خودی سے گم ہو کر  
اپنا سب کچھ محبوب پر قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔

محترم حاضرین! عقیدہ کی تربیت میں یہ بات شامل ہے کہ بچوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی  
محبت اور آپ کی آل پاک سے محبت کا جام پلایا جائے، اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے  
نسبت رکھنے والی ہر چیز سے محبت سکھائی جائے۔ تربیت کے ان بنیادی اصول کو حضور اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے نہایت تاکید کے ساتھ بتایا ہے۔

جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”

أَدَّبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى ثَلَاثٍ      ترجمہ: تم اپنے بچوں کی تین خصلتوں پر تربیت کرو! اپنے  
خِصَالٍ حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ      نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
أَهْلِ بَيْتِهِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ“      کے آل پاک کی محبت اور قرآن کریم کی تلاوت۔

(جامع الاحادیث للسیوطی، حرف الهمزة، حدیث نمبر: 961)۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں حکم فرماتے ہوئے اپنی  
محبت کو پہلے نمبر پر بیان فرمایا، اپنے اہل بیت کی محبت کو دوسرے نمبر پر بیان فرمایا اور تلاوت  
قرآن کریم کی تعلیم کو تیسرے درجہ میں بیان فرمایا، ان تین خصلتوں میں پہلی دو خصلتوں کا تعلق  
عقیدہ سے ہے اور تیسری ایک خصلت کا تعلق عمل سے ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کی تربیت  
میں عقیدہ کی تربیت کو مقدم رکھنا چاہئے، سب سے پہلے عقیدہ کی تربیت کرنی چاہئے اور دوسرے  
درجہ میں اعمال و اخلاق کی تربیت کی جانی چاہئے۔

### اعمال کی تربیت

حاضرین کرام! اعمال کی تربیت کے ضمن میں تلاوت قرآن کا نہایت اہم درجہ ہے۔ قرآن  
کریم کی تلاوت سے تعلیم کا آغاز کیا جائے، اس سے حافظہ مضبوط ہوتا ہے، علم کی رغبت بڑھتی ہے  
اور اس کی برکت سے زندگی آسودہ رہتی ہے۔

بچوں کو نماز کی تاکید اور دیگر عبادات کی تربیت کا بھی اہتمام کیا جائے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا“      ترجمہ: اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور اس پر ثابت قدم رہئے۔

(سورۃ طہ - 132)

بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دیا جائے اور دس سال کی عمر میں



نماز چھوڑنے پر ان کی تربیت سختی کیساتھ کی جائے جس کی تاکید سنن ابوداؤد شریف کی حدیث پاک میں ہے:

مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ ۖ  
سَبْعَ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ  
أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي  
الْمَضَاجِعِ - ترجمہ: تم اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو! جبکہ ان کی  
عمر سات سال ہو اور اس میں کوتاہی پر انہیں  
سزا دو! جبکہ ان کی عمر دس سال ہو اور ان کے  
بستروں کو علیحدہ کر دو!۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلوٰۃ ص 71، باب متى يؤمر الغلام بالصلاة، حدیث نمبر: 495)

محترم سامعین! سات سال کی عمر ہونے پر گو کہ بچے مکلف نہیں ہوتے، لیکن تربیت کے طور  
پر انہیں نماز و دیگر عبادات کا حکم دینا چاہئے، تاکہ انہیں عبادت کرنے کی عادت ہو کمسنی سے رب کے  
حضور کھڑے رہنے، سر بسجود ہونے، اپنے مولیٰ کی بندگی کا ثبوت دینے کا سلیقہ حاصل ہو اور اگر وہ دس  
سال کی عمر میں عبادتوں سے غفلت برتے اور پابندی کیساتھ نمازیں نہ پڑھیں تو ان پر سختی کرنی  
چاہئے اور تادیب کے طور پر مارنا چاہئے۔

## اخلاق کی تربیت

عزیزان محترم! مذکورہ حدیث شریف میں بچوں کے بستر الگ کرنے کا بھی حکم دیا گیا، اس حکم  
سے معلوم ہوتا ہے کہ بچوں کو تمام قسم کی برائیوں سے بچانے کا اہتمام کیا جائے! تاکہ بچہ عفت و  
پارسائی کی خصلت کے ساتھ پروان چڑھے اور شرافت و پاکیزگی کیساتھ زندگی گزارتے رہے۔  
اس بات میں دورائے نہیں کہ تربیت اخلاق کی ضرورت اور اہمیت بلا لحاظ مذہب و ملت ہر  
شخص جانتا ہے، چونکہ اخلاق کے نہ ہونے سے معاشرہ میں فتنہ و فساد، جھگڑا اور لڑائی تک نوبت پہنچتی

ہے خاندان میں پھوٹ پڑ جاتی ہے اور خود بچوں کی ذات میں بے حیائی پلتی ہے جس کا سد باب صالح کردار اور صحیح افکار کے بغیر ناممکن ہے۔

حاضرین کرام! اس بات کی بھی انتہائی ضرورت ہے کہ بہترین اخلاق کی تربیت کے ساتھ بچوں کو مذموم اخلاق اور بری عادات سے دور رکھا جائے، انہیں جنسی بے راہ روی، بد نگاہی، فلم بینی سے کلیئہ بچایا جائے اگر بچے بد نگاہی بالخصوص فلم بینی میں مبتلا ہو جائیں تو اس کا دینی نقصان تو یقیناً ہوگا اور انکا باطن داغدار ہو جائیگا، لیکن اسکے ساتھ یہ بچے دنیا کی نظروں میں بے وقعت ہو جائیں گے اور ظاہری طور پر قسم قسم کی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو جائیں گے، جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ	ترجمہ: جب کسی قوم میں فحاشی کا رواج بڑھتا ہے،
حَتَّى يُعْلِنُوا بِهَا إِلَّا فِشَا فِيهِمْ	یہاں تک کہ وہ علانیہ بے حیائی کرنے لگتی ہے تو ان
الطَّاعُونَ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ	لوگوں کے درمیان طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل
تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ	جاتی ہیں جو ان کے اسلاف کے زمانہ میں موجود
مَضُوا.	نہیں تھیں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن ص 290 باب العقوبات، حدیث نمبر: 4155)

والدین کی اہم ذمہ داری ہے کہ اخلاق کی اصلاح کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے نونہالوں کو ایسی چیزیں نہ دیں جس سے وہ بے حیائی سے آشنا ہو جائے، ٹی وی کے عریاں و نیم عریاں مناظر سے ان کی آنکھوں کی حفاظت کریں، اگر مذہبی و تعلیمی پروگرام کی خاطر ٹی وی دیکھیں تو اس سے ہونے والے شر اور نقصان کو دور کرنے کی تدبیر کریں، اس میں دکھائی دینے والے مناظر کا باقاعدہ سد باب کریں، بے حیائی والے چینلس کی منصوبہ بند روک تھام کریں۔ اسی طرح انٹرنٹ

کے تباہ کن استعمال سے بچوں کو محفوظ رکھیں، گھر میں بلا ضرورت انٹرنٹ کنکشن اخلاق کے لئے انتہائی مضر اور نقصان دہ ہے، اگر انٹرنٹ کے استعمال کی ضرورت ہو تو پاسورڈ وغیرہ سے اس طرح محفوظ رکھیں کہ بچہ آپ کی مرضی کے بغیر انٹرنٹ استعمال نہ کر سکیں، جب اسلامی اصول کے مطابق کڑی نگہداشت کی جائے تو بچے باشعور ہونے تک ایسے باخلاق ہونگے کہ تنہائی میں بھی کسی بے حیائی والے منظر کو دیکھنے سے گریز کریں گے۔ اگر کسی طرح بے حیائی ان کی نگاہوں کے سامنے ہو جائے تو نگاہ جھک جائے گی، دل ناپسند کرے گا اور تمام اعضاء پر نفرت کے مارے رو ٹگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔

### تربیت کے لئے عملی نمونہ

مجملہ اصول تربیت کے یہ ہے کہ تربیت کرنے والا بذات خود اپنی پاکیزہ سیرت کا نمونہ اور اعلیٰ کردار کا عملی مظاہرہ پیش کرے۔

چھوٹے بچوں میں ہو بہو نقل کرنے کی صفت غالب رہتی ہے، بچے جب کسی عمل کو دیکھتے ہیں تو نقل کرنے لگتے ہیں، چنانچہ جب بچوں کو نماز کے لیے وعظ و نصیحت کریں تو یہ طریقہ اتنا دل پذیر نہیں ہوتا؛ جتنا کہ عملی نمونہ بن کر خود نماز کا اہتمام کریں تو اثر انداز ہوتا ہے۔ ہم بچوں کو جو اچھا کام سکھانا چاہتے ہیں خود اسے کرنے لگ جائیں تو بچے دیکھ کر وہی کام کرتے ہیں۔

### تربیت کے دیگر اہم اصول

محترم سامعین! بچوں کے چوبیس گھنٹوں کی زندگی پر نظر رکھنی چاہئے کہ کیونکہ بچے ہر وقت ماں باپ اور بزرگوں کے ساتھ نہیں رہتے، بلکہ دوست و احباب کے ساتھ بھی رہتے ہیں۔ گلی کو بچوں اور بازاروں میں گھومتے پھرتے ہیں، اس وقت بچوں کو کوئی غلط عادت پڑ جائے، وہ کسی برے شخص

کی صحبت اختیار کر لیں تو ان کا کردار متاثر ہوتا ہے، لہذا اُن پر ہر وقت نظر رکھنی چاہیے کہ وہ کیا کر رہے ہیں، کہاں جاتے ہیں، کس سے ملتے ہیں اور اس کے دوستوں کے اخلاق کیسے ہیں؟۔  
تربیت کرنے والے کے لیے بچوں کی نفسیات کو پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے، اگر بچے کی نفسیات پیش نظر نہ رہیں تو ہزار کوشش بھی لا حاصل ہے۔

منجملہ اصول تربیت کے تدریج بھی ایک اہم ضابطہ ہے، یعنی کسی بچہ کے اخلاق میں کوئی برائی ہو اور آپ اسے اسی وقت مکمل طور پر ختم کرنا چاہیں تو بچہ برگشتہ ہو سکتا ہے، کسی چیز کو آپ سختی سے ایک دم موڑنا چاہیں گے تو ٹوٹ جائے گی، ایسے وقت تدریج سے کام لینا چاہئے، جس کے ذریعہ آہستہ آہستہ اس خرابی سے نفرت دلائیں اور بچہ کی صلاحیت کو مرحلہ بمرحلہ کمال تک پہنچائیں۔  
چنانچہ صحیح بخاری شریف ج 1 ص 12 میں ہے:

الرَّبَّانِيُّ الَّذِي يُرَبِّي النَّاسَ بِصَغَارِ الْعِلْمِ رِبَانِي وَهُوَ هُوَ عِلْمُ كِبَارِيٍّ  
پہلے چھوٹی چھوٹی باتوں کی تربیت کرتا ہے۔

اصول تربیت میں یہ بات بھی ملحوظ رکھنی چاہئے کہ بچوں پر ڈانٹ ڈپٹ اور غصہ کم کرنا چاہئے ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ انتہائی سنگین صورتحال میں ہونی چاہیے۔ ورنہ عمومی حالات میں اس سے گریز کرنا اور سنجیدگی کے ساتھ تربیت بہتر ہے۔ موقع بہ موقع غصہ کرتے رہنے سے بچے کے اندر جذبہ بغاوت نمود پاتا ہے اور وہ آوارہ ہو جاتا ہے۔

محترم حاضرین! یہ اصول تربیت ہمیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک سے ملتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت اقدس میں دس سال رہے اور رحمۃ اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ”اُف“ تک نہیں فرمایا۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں روایت ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا  
 قَالَ لِي أَتُفُتُّ وَمَا قَالَ لَشَيْءٍ  
 صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتُهُ وَلَا لَشَيْءٍ  
 تَرَكْتُهُ لِمَ تَرَكْتُهُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَحْسَنِ  
 النَّاسِ خُلُقًا

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ  
 میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال  
 خدمت کی اور حضور نے مجھے کبھی اُف تک نہیں فرمایا اور  
 میرے کئے پر یہ کبھی نہیں فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا  
 اور میں نے کوئی کام نہ کیا تو یہ نہ فرمایا کہ تم نے اسے  
 کیوں نہیں کیا اور حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم  
 لوگوں میں سب سے بہترین اخلاق والے ہیں۔

(جامع الترمذی شریف ص 21 ابواب البر والصلة، باب ماجاء فی خلق النبی صلی اللہ

علیہ وسلم، حدیث نمبر: 2147)

### تربیت کا نقطہ کمال صالحین کی صحبت و ہم نشینی

حاضرین کرام!

اگر بچپن میں بچوں کی تربیت نہ ہو اور عمر بڑی ہو جائے تو ظاہر ہے کہ انہیں اسی حالت پر تو نہیں چھوڑا  
 جاسکتا، ایسی صورت میں ان کی تربیت کے لیے نہایت مفید اور کارآمد صورت بزرگوں کی صحبت ہے۔  
 قرآن کریم اور حدیث شریف میں ہمیں یہ اصول ملتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ  
 وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں  
 کے ساتھ ہو جاؤ۔

(سورہ توبہ - آیت 119)

دارین کی سعادت اور بھلائی کے حصول کا ذریعہ صالحین و اولیاء اللہ کی ہم نشینی ہے، جیسا کہ

حدیث پاک وارد ہے جسے محدث دکن ابوالحسنات حضرت سید عبداللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے زجاجة المصانیح ج 4 ص 104، میں امام بیہقی کی شعب الایمان کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے:

عن أبی رزین: أنه قال له رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ألا  
أدلك علی ملاک هذا الأمر  
الذی تصیب به خیر الدنیا و  
الآخرة علیک بمجالس أهل  
الذكر.....

ترجمہ: سیدنا ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے  
ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس معاملہ کی اصل نہ  
بتاؤں جس کے ذریعہ تم دنیا و آخرت کی بھلائی  
حاصل کر لو گے؟ اہل ذکر کی مجالس و محافل کو لازم  
الذکر..... کر لو!

(شعب الایمان للبیہقی، الحادی والستون من شعب الایمان، قصة ابراهیم

فی المعانقة، حدیث نمبر: 9024)

یہ اصول اگرچہ چھوٹے بڑے سب کے لیے ہیں، تاہم بڑوں کے لیے تیر بہ ہدف ہے۔  
خانقاہی نظام انہی پر قائم ہے بزرگان دین نے ان اصول کے ذریعہ ہزار ہا بلکہ لاکھوں افراد کی  
نہایت کامیاب تربیت کی ہے، کیونکہ صحبت کے بارے میں فرمایا گیا: صحبت اثر کرتی ہے اگرچہ ایک  
لمحہ کیوں نہ ہو۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

صُحِبَتِ صَالِحٌ تَرَا صَالِحٌ كُنْذُ ☆ صُحِبَتِ طَالِحٌ تَرَا طَالِحٌ كُنْذُ

ترجمہ: نیک اور صالح کی صحبت تجھے نیک بناتی ہے اور برے کی صحبت برا بناتی ہے۔

حاضرین کرام! مٹی جو ہر چند مٹی رہتی ہے، لیکن جب گلاب کے پودے کے پاس ہوتی ہے

تو وہ بھی مہکے لگتی ہے اور یہی فطرت انسان میں بھی بدرجہ اتم موجود ہے، اسے جیسی صحبت ملے؛ اسکی زندگی ویسے ہی پروان چڑھتی ہے۔

جَمَالِہُمْ نَنْشِیْئُ دَرْمَنْ اَثَرُ کَرْدُ ☆ وَ کَرْنَهٗ مَنْ ہِمَا خَاکَمْ کِهٖ ہَسْتَمْ  
ترجمہ: ہم نشین کا جمال مجھ میں اثر انداز ہو گیا ورنہ میں تو اپنے وجود میں خاک ہی ہوں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہم سب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل اولاد کی تربیت کے ان اسلامی اصول کو عملی زندگی میں نافذ کرنے اور تادم زیست اس پر عمل پیرا رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور انہیں ہمارے لئے ذخیرہ آخرت بنائے!۔

آمین، بجاہ طہ ویس صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ اجمعین و آخر دعوانا ان  
الحمد لله رب العلمین۔

## بسم اللہ الرحمن الرحیم وصال مصطفیٰ ﷺ کی اعجازی شان

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على حبيبه سيد الانبياء  
والمرسلين وعلى اله الطيبين الطاهرين واصحابه الاكرمين الافضلين ومن احبهم  
وتبعهم باحسان الى يوم الدين اجمعين اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم: إِذَا جَاءَ نَصْرُ  
اللَّهِ وَالْفَتْحُ . وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا . فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ  
وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا. صدق الله العظيم

حاضرین کرام! چونکہ ماہ صفر المظفر کے اختتام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال اقدس کے  
خصوصی آثار ظاہر ہونے لگے تھے اور بارہ ربیع الاول کو آپ کا وصال مبارک ہوا۔ اس لئے میں  
چاہتا ہوں کہ آج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال اقدس سے پہلے کی مبارک کیفیات اور وقت  
وصال کے احوال شریفہ بیان کرنے کی سعادت حاصل کروں جس سے ہمیں معلوم ہو کہ حضور صلی



اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے احوال بھی آپ بے مثال شان و عظمت کو ظاہر کرتے ہیں۔  
عام طور پر جب کسی انسان کے انتقال کا وقت آتا ہے تو اس کے دل میں خوف و ڈر کی  
کیفیت پیدا ہوتی ہے، ایک فرشتہ وقت مقررہ پر آ جاتا ہے اور انسان چاہے یا نہ چاہے اس کی روح  
قبض کر لیتا ہے، اس کا دنیا اور دنیا والوں سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔

آج میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ موت کے وقت عام انسان ان مراحل سے گزرتا  
ہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بے مثل و بے مثال شان عطا فرمائی، آپ کا ہر  
معاملہ رفعتوں اور بلندیوں والا ہے، آپ کی ہر آنے والی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے، آپ کے  
وصال اقدس کا ہر مرحلہ عظیم شان والا ہے۔

حاضرین کرام! ملک الموت علیہ السلام جب روح قبض کرنے کے لئے آتے ہیں تو وہ کسی  
کی اجازت کے محتاج نہیں، لیکن جب وہ دربار نبوی میں حاضر ہوتے ہیں تو اجازت لیکر باادب  
حاضر ہوتے ہیں، اور سلام عرض کر کے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام فرمایا اور مجھے حکم فرمایا کہ  
جب تک آپ سے اجازت نہ لوں روح مبارک قبض نہ کروں۔

حاضرین کرام! اس عنوان پر قرآن و حدیث کی روشنی میں تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔ اس  
سے متعلق تفصیل دلائل کے ساتھ بیان کی جاتی ہے۔

میں نے خطبہ میں جن آیات مبارکہ کی تلاوت کی ہے ان میں اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرما رہا ہے:  
جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم) آپ لوگوں کو دیکھیں کہ وہ اللہ کے  
دین میں جماعت در جماعت داخل ہو رہے ہیں تو آپ اپنے پروردگار کی تعریف کرتے ہوئے پاکی  
بیان فرمائیں اور (امت کے لئے) مغفرت طلب کریں، بیشک وہ خوب توبہ قبول فرمانے والا ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سورہ کی تفسیر میں لکھا ہے:

الصحابۃ اتفقوا علی ان هذه السورۃ ترجمہ: صحابہ کرام نے اس بات پر اتفاق کیا  
دلّت علی انه نعی لرسول اللہ صلی ہے کہ اس سورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
اللہ علیہ وسلم . کے وصال اقدس کی خبر دی گئی ہے۔

(التفسیر الکبیر للرازی، سورۃ النصر۔ 3)

اس سورت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل  
ہونے لگیں، قبیلہ قبیلہ مشرف بہ اسلام ہوتا چلا جائے، اسلام کے انوار چار دناگ عالم میں پھیل جائیں  
تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ مقصد بعثت حاصل ہو چکا، احکام الہی کی تبلیغ تمام وکمال کے ساتھ  
ہو چکی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی حمد و ثنا، تسبیح و تقدیس کا حکم فرمایا اور  
امت کے حق میں بخشش و مغفرت کی دعا کرنے کا امر فرمایا، گویا یہ وصال اقدس کے لمحات قریب  
آ جانے اور سفر آخرت فرمانے کی علامتیں ہیں۔

### وصال اقدس کی پیشگوئی

جب یہ سورت نازل ہوئی تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہزادی حضرت سیدتنا  
فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلب فرمایا اور ان کے ساتھ آہستہ گفتگو فرمائی، اس سلسلہ میں  
مختلف روایتیں منقول ہیں صحیح مسلم کی روایت میں مذکور ہے:

ترجمہ: حضرت سیدتنا فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس  
انداز میں آئیں کہ آپ کے تشریف لانے کا انداز حضور  
پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے انداز سے  
کچھ بھی علحدہ نہیں تھا، تو جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم  
نے شہزادی کو ملاحظہ فرمایا تو ان کا استقبال کرتے ہوئے  
فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي مَا  
تُحْطِئُ مَشْيُهَا مِنْ مِشْيَةِ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ شَيْئًا فَلَمَّا رَأَاهَا  
رَحَبَ بِهَا

فَقَالَ مَرَحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ أَجْلَسَهَا  
 عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ  
 سَارَهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا  
 فَلَمَّا رَأَى جَزَعَهَا سَارَهَا الثَّانِيَةَ  
 فَضَحِكَتْ. فَقُلْتُ لَهَا خَصَّكَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ نِسَائِهِ بِالسَّرَارِ ثُمَّ  
 أَنْتِ تَبْكِينَ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا مَا  
 قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا كُنْتُ  
 أَفْشِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ قَالَتْ فَلَمَّا  
 تُوَفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فرمایا: میری شہزادی کے لئے خوش آمدید! پھر انہیں اپنی  
 دہنی جانب یا بائیں جانب بٹھایا پھر ان کے ساتھ  
 آہستہ گفتگو فرمائی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت  
 زیادہ رونے لگیں، جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے ان کے فکر کرنے کو دیکھا تو آپ نے اُن سے  
 دوسری مرتبہ سرگوشی فرمائی تو وہ ہنسنے لگیں، حضرت  
 عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے حضرت فاطمہ  
 رضی اللہ عنہا سے کہا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کے درمیان خصوصی طور  
 پر آپ سے سرگوشی فرمائی، پھر آپ رونے لگیں، جب  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرما ہوئے تو میں نے فاطمہ  
 رضی اللہ عنہا سے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگوشی  
 کرتے ہوئے آپ سے کیا ارشاد فرمایا؟ حضرت  
 سیدتنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میں  
 حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر نہیں  
 کر سکتی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب  
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما ہوئے تو میں  
 نے فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا:

قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْكَ بِمَا لِي  
عَلَيْكَ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا حَدَّثْتَنِي  
مَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَمَّا الْآنَ  
فَنَعَمْ أَمَّا حِينَ سَارَنِي فِي الْمَرَّةِ  
الْأُولَى فَأَخْبَرَنِي ..... وَإِنِّي لَا  
أُرَى إِلَّا جَلَ إِلَّا قَدْ اقْتَرَبَ فَاتَّقَى  
اللَّهُ وَاصْبِرْ فَإِنَّهُ نِعَمَ السَّلَفِ  
أَنَا لَكَ قَالَتْ فَبَكَيْتُ بُكَائِي  
الَّذِي رَأَيْتِ فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي  
سَارَنِي الثَّانِيَةَ فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ أَمَّا  
تَرْضَى أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ  
الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ  
الْأُمَّةِ قَالَتْ فَضَحِكْتُ ضَحِكِي  
الَّذِي رَأَيْتِ.

آپ کو اس حق کا واسطہ جو میرا آپ پر ہے، مجھے بتائیے! حضور  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگوشی کرتے ہوئے آپ سے کیا  
ارشاد فرمایا تھا؟ حضرت سیدتنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ  
عنہا نے فرمایا: ہاں میں اب بتاتی ہوں؛ پہلی مرتبہ حضور اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے سرگوشی فرمائی اور مجھے خبر دی کہ اسی  
حالت میں آپ کا وصال ہونے والا ہے اور فرمایا: میں اپنے  
وصال کو قریب دیکھتا ہوں تم تقویٰ پر قائم رہو اور صبر سے کام لو  
کیونکہ میں تمہارے لئے بہترین آگے جانے والا ہوں۔ تو میں  
رونے لگی جیسا کہ اے ام المؤمنین آپ نے مجھے دیکھا پھر جب  
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بے چینی اور میرا فکر کرنا  
ملاحظہ فرمایا تو دوسری مرتبہ مجھ سے سرگوشی فرما کر ارشاد فرمایا کہ  
اے فاطمہ! کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تم ایمان والوں کی  
عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا کہ اس امت کی خواتین کی سردار ہو تو  
میں مارے خوشی کے ہنس پڑی جیسا کہ آپ نے دیکھا۔

(صحیح مسلم ج 2 ص 290، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل فاطمة)

بنت النبی علیہا الصلوٰۃ والسلام، حدیث نمبر: 6467)

صحیح بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

ثُمَّ سَارَنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ  
أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ.  
ترجمہ: پھر مجھ سے سرگوشی کی اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اہل بیت میں سب سے پہلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملوں گی تو میں مارے خوشی کے ہنس پڑی۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، حدیث نمبر: 3427)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا، جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں روایت ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ  
وَقَالَ إِنَّ اللَّهَ خَيْرَ عَبْدًا بَيْنَ  
الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ  
ذَلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللَّهِ قَالَ  
فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ فَعَجِبْنَا لِبُكَائِهِ  
أَنْ يُخْبِرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَبْدٍ خَيْرٍ فَكَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ هُوَ الْمُخَيَّرَ وَكَانَ أَبُو  
بَكْرٍ أَعْلَمَنَا.  
ترجمہ: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے  
انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
لوگوں کے لئے خطبہ ارشاد فرمایا، اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے  
ایک بندہ کو دنیا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے دونوں  
کے درمیان اختیار دیا ہے تو اس بندہ نے اُسے اختیار کیا جو  
اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، راوی فرماتے ہیں: اس وقت  
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے تو ہم نے اس بات  
پر ان کے رونے کی وجہ سے تعجب کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ  
وسلم نے ایک صاحب کے بارے میں فرمایا جنہیں  
اختیار دیا گیا ہے، حقیقت یہ تھی جنہیں اختیار دیا گیا تھا وہ  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے اور حضرت  
ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سدوا الابواب الا باب ابی بکر، حدیث نمبر: 3454)

اسی سے متعلق مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف رونق افروز ہو کر فرمایا:

ترجمہ: یقیناً ایک بندہ کے سامنے دنیا اس کی زینت  
ورعنائی کے ساتھ پیش کی گئی تو اس بندہ نے آخرت کو  
اختیار کیا، اس بات کو لوگوں میں کسی نے نہیں سمجھا  
سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے، انہوں نے عرض کیا:  
میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں بلکہ ہم سب  
اپنے اموال، اپنی جانیں اور اولاد آپ پر قربان کرتے  
ہیں، راوی کہتے ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر  
شریف سے اترے پھر کبھی آپ منبر شریف پر خطبہ  
کیلئے تشریف فرما نہیں دیکھے گئے۔ (یعنی یہ آخری خطبہ تھا)  
إِنَّ عَبْدًا عَرَضْتُ عَلَيْهِ الدُّنْيَا  
وَزِينَتُهَا فَاخْتَارَ الْآخِرَةَ. فَلَمْ  
يَفْطَنْ لَهَا أَحَدٌ مِنَ الْقَوْمِ إِلَّا أَبُو  
بَكْرٍ فَقَالَ يَا أَبِیْ أَنْتَ وَأُمِّیْ بَلْ  
نَفْدِيكَ بِأَمْوَالِنَا وَأَنْفُسِنَا  
وَأَوْلَادِنَا. قَالَ ثُمَّ هَبَطَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ  
الْمِنْبَرِ فَمَا رُئِيَ عَلَيْهِ حَتَّى  
السَّاعَةِ.

(مسند امام احمد، مسند ابی سعید الخدری، حدیث نمبر: 12185)

### وصال مبارک سے پہلے کی کیفیات

حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر آن اپنے پروردگار کی غیر متناہی تجلیات مسلسل نازل ہوتی رہتی ہیں۔ تاہم وصال مقدس کے لمحات جوں جوں قریب آتے گئے، قرب حق اور انوار الہی کے مشاہدہ میں ڈوبے رہنے کے باعث آپ کے بدن مبارک پر عجیب کیفیات طاری ہوتی رہیں۔ ظاہری طور پر کبھی سرانور میں تکلیف کی شدت تو کبھی بخار میں تیزی اور حدت اور کبھی غشی کا طاری ہونا، یہ سب کیفیات دراصل وصال حق و قرب رب کے انوار و تجلیات میں محویت و استغراق

کی آئینہ دار ہیں۔

صفر المظفر کے اختتام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع تشریف لے گئے، واپسی کے دوران حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں درد شروع ہوا، جیسا کہ مسند امام احمد میں حدیث پاک ہے:

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ابو موسیٰ بہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رات کے درمیانی حصہ میں بلا بھیجا اور فرمایا: اے ابو موسیٰ بہ! مجھے حکم دیا گیا کہ اہل بقیع کے لئے استغفار کروں تو تم میرے ساتھ چلو، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا، جب آپ بقیع میں کھڑے ہوئے تو فرمایا: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْمَقَابِرِ! تم پر سلامتی ہو اے اصحاب قبور! جن حالات میں صبح کرتے ہو تمہارے لئے خوشگوار اور بہتر ہے اس سے جن حالات میں لوگ صبح کرتے ہیں، اگر تم جانتے جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں نجات عطا فرمائی، فتنے قریب ہیں تاریک رات کے حصوں کی طرح جس کا پہلا حصہ آخری حصہ کے پیچھے آتا ہے، آخری فتنہ پہلے سے برا ہے، حضرت ابو موسیٰ بہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

يَا أَبَا مُوسِيْبَةَ إِنِّي قَدْ أَمَرْتُ أَنْ أَسْتَغْفِرَ لِأَهْلِ الْبَقِيعِ فَإِنُطَلِقُ مَعِيَ. فَإِنُطَلَقْتُ مَعَهُ فَلَمَّا وَقَفَ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْمَقَابِرِ لِيَهِنَ لَكُمْ مَا أَصْبَحْتُمْ فِيهِ مِمَّا أَصْبَحَ فِيهِ النَّاسُ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا نَجَّكُمْ اللَّهُ مِنْهُ أَقْبَلَتِ الْفِتْنُ كَقَطْعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يَتَّبِعُ أَوَّلُهَا آخِرَهَا الْآخِرَةُ شَرُّ مِنَ الْأُولَى. قَالَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ

يَا أَبَا مُؤَيَّهَةَ إِنِّي قَدْ أُوتِيتُ  
مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الدُّنْيَا وَالْخُلْدِ  
فِيهَا ثُمَّ الْجَنَّةَ وَخَيْرْتُ بَيْنَ  
ذَلِكَ وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ  
وَالْجَنَّةَ. قَالَ قُلْتُ بِأَبِي وَأُمِّي  
فَخُذْ مَفَاتِيحَ الدُّنْيَا وَالْخُلْدِ فِيهَا  
ثُمَّ الْجَنَّةَ. قَالَ لَا وَاللَّهِ يَا أَبَا  
مُؤَيَّهَةَ لَقَدْ اخْتَرْتُ لِقَاءَ رَبِّي  
وَالْجَنَّةَ. ثُمَّ اسْتَغْفَرَ لِأَهْلِ الْبَقِيعِ  
ثُمَّ انْصَرَفَ فَبَدَأَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجَعِهِ  
الَّذِي قَبَضَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ  
حِينَ أَصْبَحَ.

اے ابو مؤیہہ! مجھے دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اور دنیا  
کا قیام عطا کیا گیا پھر جنت دی گئی اور دنیا کے  
درمیان اور میرے رب کے وصال و جنت کے  
درمیان اختیار دیا گیا، میں نے عرض کیا: میرے  
ماں باپ آپ پر قربان! دنیا کے خزانوں کی کنجیاں  
اور دنیا میں قیام اختیار فرمائیں اس کے بعد جنت کو  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو مؤیہہ! اللہ  
کی قسم! یقیناً میں نے تو اپنے رب کے وصال اور  
جنت کو اختیار کر لیا ہے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
اہل بقیع کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی اور واپس  
ہوئے، جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
مرض مبارک کی وہ کیفیت شروع ہوئی، جس میں اللہ  
تعالیٰ آپ کی روح اطہر قبض کی۔

(مسند امام احمد، حدیث نمبر: 16419)

تجلیات الہیہ کے مشاہدہ کے باعث اور اس میں مستغرق رہنے کی وجہ سے بظاہر درد ظاہر ہوا  
اور درد زیادہ ہونے کی وجہ بخار چڑھ گیا، بخار بھی اتنی شدت کے ساتھ تھا کہ بدن مبارک پر بخار کی  
حرارت محسوس ہوتی تھی، اس کیفیت کے باوجود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی تشریف لاتے  
اور امامت فرماتے، ازواجِ مطہرات کی باریوں کا بھی لحاظ فرماتے، باوجود یہ کہ جس طرح بیویوں کی  
باریاں مقرر کرنا مسلمانوں پر واجب ہے؛ اس طرح ازواجِ مطہرات کے درمیان باری مقرر کرنا آپ



پرواجب نہیں تھا، لیکن آپ نے ازراہ کرم اپنی جانب سے باریاں مقرر فرمائی تھیں، جب اس حالت میں زیادہ شدت ہوئی تو آپ نے تمام ازواج مطہرات کو طلب فرمایا اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں قیام فرما رہنے کا ارادہ ظاہر فرمایا، اس وقت آپ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں تھے، تمام ازواج مطہرات نے رضامندی کا اظہار کیا، تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک تشریف لائے۔

### صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کا حکم

محترم حاضرین! وصال مبارک سے پہلے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل امامت فرماتے رہے، جب بار بار غشی طاری ہوتی رہی تو آپ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا، اس سے متعلق صحیح مسلم میں حدیث پاک مذکور ہے:

فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَاتَّاهُ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا رَقِيقًا يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ أَنْتَ أَحَقُّ بِذَلِكَ. قَالَتْ فَصَلَّى بِهِمْ أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ الْأَيَّامَ

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کہلا بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نہایت نرم دل تھے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے عمر! تم لوگوں کو نماز پڑھاؤ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: آپ امامت کے لائق و حق دار ہیں، چنانچہ ان دنوں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت فرماتے رہے،

ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَأَاهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ لَا يَتَأَخَّرَ وَقَالَ لَهُمَا أَجْلِسَانِي إِلَى جَنْبِهِ فَأَجْلَسَاهُ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ.

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ افاقہ محسوس فرمایا تو دو صحابہ کرام کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمانے کے لئے مسجد تشریف لائے؛ جن میں ایک حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اور دوسرے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھے اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کی امامت فرما رہے تھے، جب آپ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا؛ پیچھے ہٹنے لگے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیچھے نہ ہٹنے کا اشارہ فرمایا اور ان دونوں حضرات سے فرمایا کہ مجھے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں بٹھاؤ، انہوں نے آپ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے رہ کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرنے لگے اور تمام صحابہ کرام حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تکبیرات سن کر نماز ادا کرتے رہے، اس وقت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر امامت فرما رہے تھے۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوۃ، ج ۱ ص ۱۷۷/۱۷۸، باب استخلاف الامام اذا

عرض له عذر من مرض و سفر وغيرهما، حدیث نمبر: 963)

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی سکونت اور سفر آخرت کا اختیار

حاضرین کرام! جیسا کہ ابھی معلوم ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے خزانوں کی کنجیاں عطا دی گئیں، دنیا میں رہنے کا اختیار دیا گیا، جنت بھی آپ کے قدم اطہر چومنے کیلئے بے چین و بے قرار ہے، اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر ملک الموت حاضر خدمت نہیں ہو سکتے۔ دنیا میں مزید رہنا یا آخرت کو اختیار کرنا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں اور آپ کی مرضی پر موقوف تھا۔

اس سلسلہ میں ایک اور روایت صحیح بخاری اور دیگر کتب حدیث میں حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرُضُ إِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ . ترجمہ: فرماتی ہیں: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ کوئی پیغمبر دنیا سے نہیں جاتے؛ جب تک کہ انہیں دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار نہ دیا جائے۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين، حدیث نمبر: 4310، ج 2، ص 660۔ مسند احمد، حدیث نمبر: 26175، ج 7، ص 293، صحیح ابن حبان، کتاب التاريخ، باب مرض النبي صلى الله عليه وسلم، ج 14، ص 556)

حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھی منقول ہے:

ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى قُلْتُ إِذَا لَا يَخْتَارُنَا. ترجمہ: وصال مبارک کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات ادا فرما رہے تھے

”اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى“ یعنی اے اللہ! میں رفیقِ اعلیٰ کو اختیار کرتا ہوں، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ قیام اختیار

نہیں فرمائیں گے۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات ، باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہم الرفیق

الاعلیٰ ، حدیث نمبر: 5988، ج 2، ص 393)

## بارہ ربیع الاول بروز دوشنبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازی

صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ترجمہ: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز فجر کی امامت فرما رہے تھے، اچانک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرم نوازی اور جلوہ نمائی ہوئی کہ آپ نے اپنے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کرام کی جانب نظر رحمت فرمائی، جب کہ صحابہ کرام نماز میں صف بستہ تھے، پھر آپ نے تبسم فرمایا، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹنے لگے تاکہ صف سے مل جائیں اور یہ گمان کیا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لانا چاہتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مسلمانوں کو اس قدر مسرت و شادمانی حاصل ہوئی کہ سب لوگوں نے ارادہ کر لیا کہ نماز توڑ دیں اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار میں محو ہو جائیں۔

أَنَّ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَا هُمْ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي لَهُمْ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِي صُفُوفِ الصَّلَاةِ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَنَكَّصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقْبِيهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ اأَنْسَ وَهُمْ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِي صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ رَسُولُ اللَّهِ      حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست اقدس سے انہیں  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَمُّوا      اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز مکمل کرو! پھر آپ صلی اللہ علیہ  
 صَلَاتَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ      وسلم حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے اور پردہ  
 وَأَرْخَى السُّتْرَ.      چھوڑ دیا۔

(صحیح البخاری ، ج 2 ص 640، کتاب المغازی ، باب مرض النبی صلی

اللہ علیہ وسلم ووفاته حدیث نمبر: 4183)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کَانَ وَجْهَهُ وَرَقَةً مُصْحَفٍ اس وقت  
 چہرہ انور کی شان یہ تھی کہ آب و تاب، چمک دمک اور نورانیت و ہدایت میں قرآن کا صفحہ لگ رہا تھا۔

(صحیح البخاری - ج 1 ص 93، کتاب الاذان ، باب اهل العلم والفضل احق

بالامامة ، حدیث نمبر: 648)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تبسم فرمانا خوشی و مسرت کے لئے تھا، چہرہ انور صفحہ قرآن نظر  
 آرہا تھا، چہرہ انور میں نورانیت کے ساتھ ساتھ اس بات کی فرحت و مسرت کا اظہار تھا کہ احکام الہیہ کو  
 پہنچانے کا عظیم مقصد حاصل ہو چکا ہے، امت، اسلام کی تعلیمات پر مکمل طور پر عمل پیرا ہے، عبادات و  
 معاملات اطاعت خداوندی اور خوشنودی الہی کے لئے بحسن و خوبی انجام دے رہی ہے۔

### وصال مبارک کے وقت جبرئیل علیہ السلام کی حاضری

محترم سامعین! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک سے تین دن قبل حضرت جبرئیل  
 علیہ السلام تاجدار ختم نبوت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے پیکر حمد و ثنا! اللہ تعالیٰ نے  
 مجھے آپ کا اعزاز و اکرام اور تعظیم و احترام بجالانے کے لئے بطور خاص بھیجا ہے، پھر جبرئیل علیہ السلام  
 نے آپ کی پاکیزہ طبیعت اور احوال شریفہ دریافت کئے، پھر ملک الموت نے اجازت طلب کی تو جبرئیل

علیہ السلام نے عرض کیا: یہ ملک الموت ہیں، آپ سے اجازت طلب کر رہے ہیں اور آپ سے پیشتر کسی نبی سے انہوں نے اجازت نہیں طلب کی اور نہ آپ کے بعد کسی انسان سے وہ اجازت طلب کریں گے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں اجازت دیدو! پس ملک الموت حاضر خدمت ہوئے اور آپ کے سامنے باادب کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

إن الله أرسلني إليك وأمرني  
أن أطيعك، إن أمرتني بقبض  
نفسك قبضتها، وإن كرهت  
تركتها، فقال جبريل يا أحمد  
إن الله قد اشتاق إلى لقاءك،  
قال رسول الله صلى الله عليه  
وسلم يا ملك الموت امض  
لما أمرت به، فقال جبريل: يا  
أحمد عليك السلام هذا  
آخر وطئ الأرض، إنما كنت  
أنت حاجتي من الدنيا.

بے شک اللہ عزوجل نے مجھے آپ کی خدمت میں  
بھیجا ہے اور مجھے حکم فرمایا ہے کہ آپ جو بھی ارشاد  
فرمائیں؛ میں اس کی تعمیل کروں۔ جبریل علیہ  
السلام نے عرض کیا: اے پیکرِ حمد و ثنا صلی اللہ علیہ  
وسلم! بے شک اللہ تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق  
ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے ملک  
الموت! تمہیں جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کرو، پھر  
جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: اے احمد مجتبیٰ صلی  
اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو! روئے زمین پر (وحی  
کے ساتھ) میری یہ آخری حاضری ہے، اس کے سوا  
نہیں کہ اس دنیا میں میرا مقصود و مدعا آپ ہی

ہیں۔

(المواهب اللدنیۃ، ج 4 ص 841۔ کنز العمال، حرف الشین، کتاب شمائل

الاخلاق، ج 7، ص 100/101، حدیث نمبر: 18785)

ملک الموت کا کام یہ ہے کہ جس شخص کی عمر ختم ہو جائے اس کی روح قبض کر لیں، مدتِ عمر

ختم ہونے کے بعد انہیں دنیا کی کوئی طاقت اپنا کام انجام دینے سے نہیں روک سکتی، لیکن یہ بارگاہ سرور کون و مکاں کی بارگاہ ہے، یہ دربار بادشاہ انس و جان کا دربار ہے، اس دربار عالی شان میں ملک الموت مؤدبانہ انداز سے اجازت طلب کرتے ہیں، اس بارگاہ عالیجاہ میں خادمانہ شان سے حاضر ہوتے ہیں، وہ ملک الموت جن کے سپرد ارواح قبض کرنے کا معاملہ ہے، جو مقررہ وقت پر روح قبض کرنے میں تاثر نہیں کرتے، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض یہ کرتے ہیں کہ حکم الہی یہی ہے کہ اطاعت کروں، منشأ یزدانی یہی ہے کہ آپ کے حکم کی تعمیل کروں، آقا! آپ جو حکم فرمائیں بجالانے کے لئے حاضر ہوں۔

### ملک الموت در اقدس پر اجازت کے خواہاں

عزیزان محترم! اسی طرح معارج النبوت، ج 3 ص 501 میں ایک روایت ہے: حضرت عزرائیل علیہ السلام ہزار فرشتوں کے ساتھ جو موتی اور یاقوت سے آراستہ لباس پہنے ہوئے تھے، زمین کی طرف آئے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کی اجازت حاصل کرنے کے بعد اندر داخل ہوئے اور سلام عرض کیا، پھر عرض گزار ہوئے: اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام فرمایا اور مجھے حکم فرمایا کہ جب تک آپ سے اجازت نہ لوں روح مبارک قبض نہ کروں، روح الامین حضرت جبرئیل عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! خوشخبری لایا ہوں، فرمایا: کیا ہے؟ عرض کیا: آج دوزخ کے دروازے بند کر دئے گئے، جنت آراستہ کر دی گئی ہے، حور عین نے اپنے آپ کو آراستہ کر لیا ہے اور صف بستہ فرشتے آپ کے انتظار میں چشم براہ ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو سب مسرت بخش خبریں ہیں، مگر ایسی بات سناؤ! جس سے مزید خوشی ہو، جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: تمام انبیاء اور ان کی امتوں پر جنت اس وقت تک حرام ہے جب تک

آپ اور آپ کی امت جنت میں داخل نہ ہو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری خوشی اور زیادہ کرو! عرض کیا: حق تعالیٰ نے آپ کو ایسے فضائل عطا فرمائے ہیں جو کسی نبی کو عطا نہیں ہوئے، حوض کوثر، مقام محمود، شفاعت عظمیٰ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کی امت میں سے اتنے لوگوں کو بخش دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب میرا دل خوش ہوا اور آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک الموت علیہ السلام سے بخوشی ارشاد فرمایا: جس چیز کا تمہیں حکم ہوا ہے اس کی تعمیل کرو!۔ (معارج النبوت ج 3، ص 501)

بارہ ربیع الاول روز دوشنبہ چاشت کے وقت سرانور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مبارک گود میں تھا، مسواک کرنے کا ارادہ فرما رہے تھے، لیکن مسواک سخت تھا، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مسواک کو چبا کر نرم کیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے استعمال فرمایا، آپ کے سامنے ایک برتن تھا، آپ پانی میں دونوں مبارک ہاتھ داخل فرماتے اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فرماتے ہوئے چہرہ انور پر پھیرتے، پھر آپ نے دست اقدس اٹھایا اور فرمایا ”اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى“ (بارالہا! میں رفیق اعلیٰ کو اختیار کرتا ہوں) روح مبارک قبض ہوئی اور دست اقدس مائل ہو گیا۔

(صحیح البخاری، ج 2، ص 640، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته، حدیث نمبر: 4184)

### وصال مبارک کے بعد پڑھی جانے والی صلوٰۃ

صحابہ کرام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وصال مبارک کے بعد پڑھی جانے والی صلوٰۃ سے متعلق عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر صلوٰۃ کون پڑھیں گے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غسل مبارک اور تکفین سے فارغ ہونے کے بعد مجھے روضہ اقدس کے کنارے میرے تخت پر رہنے



دو، پھر کچھ دیر میرے حجرہ مبارک سے باہر ہو جاؤ! کیونکہ سب سے پہلے مجھ پر صلوٰۃ پڑھنے والے جبرائیل ہونگے، پھر میکائیل، پھر اسرافیل، پھر ملک الموت اور ان کے ساتھ فرشتوں کی بہت سی جماعتیں ہونگی، پھر تم لوگ جماعت در جماعت حاضر ہوتے جاؤ اور مجھ پر صلوٰۃ پڑھو! سب سے پہلے میرے اہل بیت حاضر ہونگے، پھر ان کی مستورات، بعد ازاں تم لوگ حاضر ہونگے، کرم نوازی فرمانے والے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اُن صحابہ کو جو اس وقت حاضر نہ ہوں اور آج کے دن سے قیامت تک میرے بعد آنے والے میرے غلاموں کو میری جانب سے سلام پہنچا دو! ہم نے عرض کیا: آپ کے روضہ اقدس میں کون داخل ہونگے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: میرے پروردگار کے فرشتوں کے ساتھ میرے اہل بیت داخل ہوں گے۔

(حاشیۃ الزرقانی علی المواہب۔ ج 12، ص 115/116)

قربان جائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلام فرمانے پر، کہاں وہ عظمت والے نبی اور کہاں ہم سیاہ کار امتی، کہاں وہ ختم نبوت کے تاجدار کہاں ہم جیسے روسیہ گنہگار، کیا ہم اس لائق ہیں کہ سرکار ہمیں سلام فرمائیں، ہمارے لئے سلامتی کی دعا کریں، ہمارا تو کوئی ایسا عمل نہیں جس کی وجہ سے ہم زبان نبوت کے ذریعہ سلامتی کے مستحق ہو جائیں، یہ محض حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی اور آپ کا کرم بالائے کرم ہے کہ آپ نے آنے والے تمام اہل ایمان کو سلام فرمایا، یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال لطف و عنایت ہے کہ قیامت تک کے ہم مسلمانوں کو سلامتی عطا فرمائی، سرکار کی جانب سے سلامتی کی اس دعا کی برکت ہی ہے کہ ہم ہزاروں لغزشوں کے باوجود باعزت زندگی بسر کر رہے ہیں، بے شمار گناہوں کے باوجود باسلامت ہیں، ہمیں چاہئے کہ رحمت و محبت کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے مشفق و مہربان حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں کثرت سے درود شریف پڑھتے رہیں، سلام عرض کرتے رہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق غسل شریف اور تکفین کے بعد حجرہ مبارک خالی کر دیا گیا، فرشتوں نے حجرہ مبارک میں حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کیا، فرشتوں کی حاضری کے بعد صحابہ

کرام جماعت در جماعت حجرہ مبارک میں حاضر ہوتے اور صلوٰۃ و سلام عرض کرتے، پہلے مرد حضرات حاضری دیتے، پھر مقدس خواتین، پھر بچے، اس طرح کسی صحابی نے کسی کی اقتدا نہیں کی، ہر شخص امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا اور صلوٰۃ و سلام عرض کرنے کی سعادتیں و برکتیں حاصل کرتا۔ جیسا کہ سبیل الہدی والرشاد - ج 12 - ص 331 میں ہے: وقال أبو عمر رحمہ اللہ تعالیٰ وصلاة الناس عليه أفذاذا لم يؤمهم أحد.

(سبیل الہدی والرشاد - ج 12 - ص 331)

حجرہ مبارک میں داخل ہو کر آپ کی خدمت بابرکت میں صحابہ کرام نے ان کلمات کے ساتھ صلوٰۃ و سلام عرض کیا ”السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ“.....

اللهم إنا نشهد أنه قد	اے اللہ! بیشک ہم گواہی دیتے ہیں کہ حبیب پاک صلی اللہ
بلغ ما أنزل إليه ونصح	علیہ وسلم نے ان تمام احکام کو پہنچا دیا جو آپ پر نازل کئے گئے
لأمته، وجاهد في سبيل	اور اپنی امت کی خیر خواہی فرمائی، راہ خدا میں بڑے بڑے
الله تعالى، حتى أعز	مجاہدات فرمائے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو
الله تعالى دينه وتمت	غلبہ عطا فرمایا اور اس کے کلمات پورے ہوئے، ہم اللہ
كلماته فآمن به وحده	وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ“ کی ذات پر ایمان لے آئے۔
لا شريك له فاجعلنا يا	پروردگارا! ہمیں اس کلام مقدس کی پیروی کرنے والا بنا جو
إلهنا ممن يتبع القول	حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور حضور پاک صلی
الذي أنزل معه واجمع	اللہ علیہ وسلم کے زمرہ میں ہمارا حشر فرما، تاکہ آپ کی نگاہ کرم
بيننا وبينه حتى يعرفنا	سے ہم بہرہ ور ہوں اور بروز محشر آپ کی قدر و منزلت کو پہنچان
ونعرفه فإنه كان	لیں، بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مومنوں پر حد درجہ
بالمؤمنين رؤوفًا رحيمًا	شفقت و رحمت فرمانے والے ہیں،

لا نبتغی بالایمان بدلا ہم اپنے ایمان کا کوئی معاوضہ نہیں چاہتے اور نہ اس  
ولا نشتری به ثمنا أبداً کے ذریعہ کوئی قیمت و دام چاہتے ہیں، صحابہ کرام اس  
فیقول الناس آمین دعا پر آمین آمین کہتے جاتے۔  
آمین۔

(سبل الہدی و الرشاد - ج 12 - ص 330)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد فرشتوں نے اور صحابہ کرام نے جو  
صلوٰۃ پڑھی اس سے کیا مراد ہے؟ اس سلسلہ میں دو باتیں ہیں (1) ایک یہ کہ اس سے نماز جنازہ  
مراد ہے۔ (2) دوسرے یہ کہ اس صلوٰۃ سے درود شریف مراد ہے، اور یہ دوسرے معنی مراد لینے میں  
کوئی تکلف نہیں، روایتوں کے الفاظ و کلمات اس کی تائید کرتے ہیں، درود شریف کے لئے عربی  
زبان میں جو لفظ ”صلوٰۃ“ ”علی“ کے ساتھ استعمال ہوتا ہے نماز جنازہ کے لئے بھی ٹھیک اسی طرح  
استعمال ہوتا ہے۔

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنِّي سَمِعْتُ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور  
رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک بیان فرمایا کہ  
وَسَلَّمَ -يَقُولُ مَا قُبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام جس جگہ وصال فرماتے  
دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ. قَالَ فَرَفَعُوا ہیں؛ وہیں اُن کی آرام گاہ ہوتی ہے، لہذا حضرت  
فِرَاشَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عاتقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -الَّذِي تُوفِّيَ عَلَيْهِ تدفین شریف عمل میں آئی؛ جہاں وصال مبارک  
فَحَفَرُوا لَهُ۔ ہوا۔

( سنن ابن ماجہ . باب ذکر وفاته ودفنه -صلى الله عليه وسلم 1696 . )

## روضہ اقدس میں امت کی بخشش کے لئے دعاء

روضہ اقدس لحد کے طور پر بنایا گیا، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت فضل بن عباس، حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہم نے اندر اترنے کی سعادت حاصل کی، حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سب سے آخر تک روضہ اقدس میں رخ انور کی زیارت کی، جب میں نے نظر ڈالی تو دیکھا: سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے مبارک جنبش کر رہے ہیں! میں نے جب اپنا کان وہن مبارک کے قریب کیا تو میں نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں: رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ، پروردگار! میری امت کو بخش دے، میری امت کو بخش دے۔

(مدارج النبوت فارسی - ج 2 - ص 442)

## حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

محترم سامعین! حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ يَقْبِضَ اللَّهُ تَعَالَى فِي زَمَانٍ مِنْهَا حَرَامٌ كَرَدِيَا هُوَ كَمَا وَه  
تَأْكُلُ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ. فَنَبِيُّ اللَّهِ أَنْبِيَاءُ كَرَامٌ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ كَمَا مَقْدَسُ جَسْمُوں كُكْهَائِ،  
حَتَّى يُرْزَقَ. پس اللہ کے نبی زندہ ہیں، رزق پاتے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب ماجاء فی الجنائز، باب ذکر وفاته ودفنه صلی اللہ علیہ

وسلم، ص 118 حدیث نمبر: 1706)

حیاتی خیر لکم تحدثون	حضرت بکر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت
ویحدث لکم فإذا أنا مت	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرا دنیا میں قیام
کانت وفاتی خیراً لکم	فرما رہنا تمہارے لئے بہتر ہے، تم مجھ سے ہم کلامی کا شرف
تعرض علی أعمالکم	پاتے ہو اور تمہیں احادیث شریفہ بیان کی جاتی ہیں،

فإذا رأيت خيراً حمدت      جب میں وصال کر جاؤں تو میرا یہ وصال فرمانا تمہارے حق  
 اللہ وإن رأيت شراً      میں بہتر ہے، تمہارے اعمال میری خدمت میں پیش کئے  
 استغفرت لكم (ابن سعد)      جاتے ہیں، اگر میں ان میں کوئی نیکی دیکھتا ہوں تو اللہ تعالیٰ  
 عن بكر بن عبد الله      کا شکر ادا کرتا ہوں اور برائی دیکھتا ہوں تو تمہارے لئے  
 مرسلاً      مغفرت طلب کرتا ہوں۔

(جامع الأحادیث، حدیث نمبر: 11666 الجامع الكبير، حدیث نمبر: 12123)

اللہ تعالیٰ ہمیں فیضان نبوت سے مستفیض فرمائے، اور حشر میں آپ کی شفاعت عظمیٰ سے  
 مستفید فرمائے اور ہمیں عقائد صحیحہ کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے!

آمین، بجاہ طہ ویس صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ اجمعین و آخر دعوانا  
 ان الحمد لله رب العلمین.

## ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر

مصری گنج حیدر آباد، الہند

Website: [www.ziaislamic.com](http://www.ziaislamic.com)

Email: [zia.islamic@yahoo.co.in](mailto:zia.islamic@yahoo.co.in)

مستند اسلامی معلومات اور شرعی مسائل کا حل جاننے کے لئے اردو و انگلش زبان

میں اسلامی ویب سائٹ [www.ziaislamic.com](http://www.ziaislamic.com) ملاحظہ کیجئے

**نوٹ :** خطبہ اولیٰ کیلئے ہر جمعہ کی مناسبت سے سابقہ بیانات میں درج کردہ احادیث شریفہ منتخب فرمائیں، سہولت کی خاطر ان پر بھی اعراب لگا دیئے گئے ہیں۔

## خطبہ ثانیہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ حَمْدًا كَثِيرًا كَمَا أَمَرَ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ إِرْغَامًا لِمَنْ جَحَدَ بِهِ وَكَفَرَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ سَيِّدُ الْخَلَائِقِ وَالْبَشَرِ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ مَصَابِيحِ الْغُرُورِ. — أَمَّا بَعْدُ!

فَيَا عِبَادَ اللَّهِ! اتَّقُوا اللَّهَ تَعَالَى مِنْ سَمَاعِ اللَّغْوِ وَفُضُولِ الْخَبَرِ، وَانْتَهُوا عَمَّا نَهَاكُمْ عَنْهُ وَزَجَرُوا، حَافِظُوا عَلَى الطَّاعَةِ، وَحُضُورِ الْجَمْعِ وَالْجَمَاعَةِ. وَاعْلَمُوا! أَنَّ اللَّهَ أَمَرَكُمْ بِأَمْرٍ بَدَأَ فِيهِ بِنَفْسِهِ، وَثَنِي بِمَلَائِكَتِهِ الْمُسَبِّحَةِ لِقُدْسِهِ، وَتَلَّتْ بِكُمْ أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ مِنْ بَرِيَّةِ جَنِّهِ وَنَاسِهِ، فَقَالَ تَعَالَى فِي شَأْنِ نَبِيِّنَا مُخْبِرًا وَآمِرًا: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا؛ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ نُورِ الْقُلُوبِ وَقُرَّةِ الْعَيْنِ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ. فَيَا أَيُّهَا الرَّاجُونَ مِنْهُ شَفَاعَةً صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا؛ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ إِمَامِ الْحَرَمَيْنِ وَصَاحِبِ الْهَجْرَتَيْنِ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ. فَيَا أَيُّهَا الْمُشْتَاقُونَ إِلَى رُؤْيَا جَمَالِهِ صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا؛ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ، لَا سِيَّمَا صَاحِبِ الْغَارِ وَالرَّفِيقِ، أَفْضَلِ الْبَشَرِ بَعْدَ الْأَنْبِيَاءِ بِالتَّحْقِيقِ، السَّابِقِ إِلَى الْإِيمَانِ

وَالْتَّصِدِيقُ، الْمُؤَيَّدُ مِنَ اللَّهِ بِالتَّوْفِيقِ، الْخَلِيفَةُ الرَّاشِدُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدَنَا أَبِي  
بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ. وَعَلَى الزَّاهِدِ الْأَوَّابِ، النَّاطِقِ بِالصِّدْقِ  
وَالصَّوَابِ، مُزَيِّنِ الْمَسْجِدِ وَالْمِنْبَرِ وَالْمَحْرَابِ، الْمُوَافِقِ رَأْيَهُ لِلْوَحْيِ  
وَالْكِتَابِ، الْخَلِيفَةُ الرَّاشِدُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدَنَا أَبِي حَفْصِ عُمَرُ بْنُ  
الْخَطَّابِ، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ. وَعَلَى جَامِعِ الْقُرْآنِ، كَامِلِ الْحَيَاءِ وَالْإِيمَانِ،  
ذِي النُّورَيْنِ وَالْبُرْهَانِ، مَنْ اسْتَحْيَتْ مِنْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَنِ، الْخَلِيفَةُ الرَّاشِدُ  
أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ. وَعَلَى أَسَدِ اللَّهِ  
الْغَالِبِ، مَظْهَرِ الْعَجَائِبِ وَالْفَرَائِبِ، إِمَامِ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ، الْخَلِيفَةُ  
الرَّاشِدُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ وَرَضِيَ اللَّهُ  
تَعَالَى عَنْهُ. وَعَلَى ابْنَيْهِ الْكَرِيمَيْنِ، السَّبْطَيْنِ الشَّهِيدَيْنِ، الطَّيِّبَيْنِ الطَّاهِرَيْنِ،  
الْإِمَامَيْنِ الْهُدَايَيْنِ؛ سَيِّدَيْنَا أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ وَابْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ،  
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا. وَعَلَى أُمَّهُمَا سَيِّدَةِ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، سَيِّدَتِنَا فَاطِمَةَ  
الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا. وَعَلَى جَمِيعِ الْأَزْوَاجِ الْمُطَهَّرَاتِ أُمَّهَاتِ  
الْمُؤْمِنِينَ، وَالْبَنَاتِ الطَّيِّبَاتِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُنَّ أَجْمَعِينَ. وَعَلَى عَمِّهِ  
الْمُعَظَّمِ عِنْدَ اللَّهِ وَالنَّاسِ، الْمُطَهَّرِ مِنَ الدَّنَسِ وَالْأَرْجَاسِ، سَيِّدِنَا أَبِي  
عُمَارَةَ حَمْزَةَ وَابْنِ الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا. وَعَلَى السِّتَةِ الْبَاقِيَةِ  
مِنَ الْعَشْرَةِ الْمُبَشِّرَةِ، وَالَّذِينَ بَايَعُوهُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، وَسَائِرِ الصَّحَابَةِ  
وَالْقَرَابِئِ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ  
الْقَرَارِ، رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ.

اللَّهُمَّ اعِزِّ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَاعْلِ كَلِمَةَ الْحَقِّ وَالِدِّينَ، اللَّهُمَّ

اَنْصُرِ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ، وَاخْذُلِ الْكُفْرَةَ وَالْمُبْتَدِعَةَ وَالْمُشْرِكِيْنَ، اَللّٰهُمَّ  
 شَتِّتْ شَمْلَ اَعْدَاءِ الدِّيْنِ، وَمَزَّقْ جَمْعَهُمْ يَا مُبِيدَ الظَّالِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ دَمِّرْ  
 دِيَارَهُمْ، وَزَلْزِلِ الْاَرْضَ مِنْ تَحْتِ اَقْدَامِهِمْ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ. اَللّٰهُمَّ كُنْ  
 لَنَا وَلَا تَكُنْ عَلَيْنَا، وَاَنْصُرْنَا وَلَا تَنْصُرْ عَلَيْنَا، وَاَنْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا، اَللّٰهُمَّ  
 اجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمْنَا، وَاَنْصُرْنَا عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيْنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ  
 هَمِّنَا، وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا غَايَةَ رَغْبَتِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا بِذُنُوبِنَا مَنْ لَا يَخَافُكَ  
 فِيْنَا وَلَا يَرْحَمُنَا، يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ. وَاكْتُبِ اللّٰهُمَّ السُّتْرَ وَالسَّلَامَةَ وَالْعَافِيَةَ  
 عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبِيدِكَ الْحُجَّاجِ وَالْغَزَاةِ وَالْمُقِيمِيْنَ وَالْمَسَافِرِيْنَ، فِيْ بَرَكٍ  
 وَبَحْرٍ وَجَوْكٍ مِنْ اُمةٍ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم  
 اَجْمَعِيْنَ. اَللّٰهُمَّ حَرِّرِ الْمَسْجِدَ الْبَابِرِيَّ وَالْمَقَدَّسَاتِ الْاِسْلَامِيَّةَ مِنْ اَيْدِي  
 الظَّالِمِيْنَ الْمُعْتَدِيْنَ. رَبَّنَا اِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ  
 النَّارِ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدَيْنَا وَلَا سَاتِدَتِنَا وَلِمَسَافِرِنَا وَلِمَنْ لَهٗ حَقٌّ عَلَيْنَا وَلِمَنْ  
 اَوْصَانَا بِالْاَدْعَاءِ، وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ،  
 الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ، رَبَّنَا اِنَّكَ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ مُّجِيْبُ الدَّعَوَاتِ،  
 بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ  
 وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ، يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ.

اُذْكُرُوا اللّٰهَ تَعَالٰى يَذْكُرْكُمْ، وَاذْعُوْهُ عَلٰى نِعْمِهٖ يَسْتَجِبْ لَكُمْ،  
 وَلَذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَعْلٰى وَاَوَّلٰى وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَهَمُّ وَاَتَمُّ وَاَكْبَرُ.